

التعظيم والممنة فى ان ابوي رسول الله ﷺ فى الجنة

للشيخ العلامة جلال الدين
عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي
المتوفى سنة ٨٩١/١٥٠٥ هـ

ترجمه و تحقيق

مفتي محمد خان قادري



والدين مصطفى جنتي ہیں
ﷺ

ALHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org



irat-e-mustaqee

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



ترجمہ و تحقیق

امام جلال الدین سیوطی
مفتی محمد شمس الدین قادیانی

حجاز پبلی کیشنز لاہور

66	فصل ۳۳ - خود را کہو	43	فصل ۳۳ - خود را کہو
67	فصل ۳۴ - جاریہ مسطر کی متعدد اولاد سے	44	فصل ۳۴ - جاریہ مسطر کی متعدد اولاد سے
67	فصل ۳۵ - برائت کی معیت	45	فصل ۳۵ - برائت کی معیت
67	فصل ۳۶ - اہم اعتراضات جواب	46	فصل ۳۶ - اہم اعتراضات جواب
67	فصل ۳۷ - ہمارے جوابات	46	فصل ۳۷ - ہمارے جوابات
68	فصل ۳۸ - اہم اعتراضات	49	فصل ۳۸ - اہم اعتراضات
68	فصل ۳۹ - نئے جوابات	51	فصل ۳۹ - نئے جوابات
69	فصل ۴۰ - فیصلہ	51	فصل ۴۰ - فیصلہ
70	فصل ۴۱ - فیصلہ	53	فصل ۴۱ - فیصلہ
72	فصل ۴۲ - دوسرے طریقہء مباحثہ	56	فصل ۴۲ - دوسرے طریقہء مباحثہ
73	فصل ۴۳ - اس کی تحصیل	58	فصل ۴۳ - اس کی تحصیل
74	فصل ۴۴ - محمد علی کے جوابات	59	فصل ۴۴ - محمد علی کے جوابات
75	فصل ۴۵ - محمد علی کے جوابات	62	فصل ۴۵ - محمد علی کے جوابات
76	فصل ۴۶ - محمد علی کے جوابات	62	فصل ۴۶ - محمد علی کے جوابات
77	فصل ۴۷ - محمد علی کے جوابات	63	فصل ۴۷ - محمد علی کے جوابات
79	فصل ۴۸ - محمد علی کے جوابات	64	فصل ۴۸ - محمد علی کے جوابات
81	فصل ۴۹ - محمد علی کے جوابات	64	فصل ۴۹ - محمد علی کے جوابات
82	فصل ۵۰ - محمد علی کے جوابات	65	فصل ۵۰ - محمد علی کے جوابات
85	فصل ۵۱ - محمد علی کے جوابات	65	فصل ۵۱ - محمد علی کے جوابات
85	فصل ۵۲ - محمد علی کے جوابات	65	فصل ۵۲ - محمد علی کے جوابات
85	فصل ۵۳ - محمد علی کے جوابات	65	فصل ۵۳ - محمد علی کے جوابات

at-e-mustaqeem

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہرہ امت امام جلیل القدری سید علی رحمت اللہ علیہ نے حکم و اہلین و اہلین سنی
 علیہ السلام پر جو حدیث عقلی و دماغی قہریہ قرآن میں ہے یہ وہ ہے اس
 حدیث میں اصول نے ان دو امور پر غور کیا ہے۔

۱۔ جس حدیث میں دہریہ سنی علیہ السلام کا ذکر ہو کر اہلین قرآن کا ذکر ہے وہ ہر
 گز موضوع نہیں زیادہ سے زیادہ اس میں ضعف ہے اور حدیث ضعیف محتاج میں
 عقلی ہوتی ہے۔ موضوع کئے و اہلین نے ہر دماغ و عقلی ذکر کی تھی ان تمام کا
 عقلی تجربہ کر کے واضح کیا کہ یہ تمام غیر مؤثر ہیں بلکہ تحقیق کے بعد کہتے ہیں۔

ولولا تفریہ الحکمت لہ اگر ذکر و دماغی عقلی ہوتا تو اس سے
 بالحسن (المنظوم والحدیث) میں قرار دیتے۔

یاد رہے امام نے اس حدیث پر عقلی حدیث تشریع العلمین المنیفین
 فی احیاء الابواب الشریفین" بھی قرار کیا ہے جس کا ترجمہ دہریہ سنی
 علیہ السلام ہے کہ دماغ و علم کا ذکر ہو کر اہلین قرآن کے ہمے شرح ہو چکا ہے۔

جس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اظہار کیا کہ خلاف نے ہر روایات بطور عقلی ذکر
 کہیں ان میں انہی عقلی ہیں جن کی وجہ سے وہ عقلی عقلی نہیں عقلی حدیث مسلم
 جن میں وہاں فی الشارح کے متن و حدیث امام موصوف رحمت اللہ علیہ نے ہر
 منظر کی ہے وہ انہی کا حصہ ہے کہ چاہے کہ یہ شرح مصدر نصیب ہو جاتا ہے کہ عقلی
 دماغی حدیث کو دماغ ہو گیا ہے یہ عقلی حدیث سنی علیہ السلام سے عقلی حدیث نہیں بلکہ دماغ
 عقلی حدیث ہے اور اگر یہ عقلی حدیث بھی ہوں تو ان سے مراد ہوتا ہے دماغ گرائی مراد
 نہیں۔

بغرض امام رحمت اللہ علیہ آپ علیہ السلام دماغ و علم کے دہریہ شرحی کے
 عقلی ہونے پر ایسے دماغی قہریہ حدیث ہیں جن کے وہ دماغی بھی نہیں کیا جاسکتے

بارے میں ہر گز امت کے مسلط ہونے کی تردید ہے۔
 یہ ضرور فراموش نہ ہو کہ اپنی ہی امتیازی حق سے قطعاً ہے کہ کتب مبارکہ
 و ما کان للنسب والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الا یہ کہ
 بارے میں کتا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھرم کے بارے میں جمل
 ہوئی ہے۔

و ما یبدل علی ان الا یہ تزلزل فی
 آمتہ ام للنسب صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم و عہد اللہ لہ فہ فلا
 یصلح منها شیء ولیس شیء
 منها ما یصلح ان یعارض
 ما ذکرنا فی القوۃ فیہا
 (المطہری، ص ۳۰۰)

اور وہاں بتایا ہے کہ یہ کتب مبارکہ
 ضرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی
 اور وہ گواہی کے بارے میں جمل ہوئی
 ان میں سے کوئی بھی قابل استدلال نہیں
 اور نہ ہی ان میں اپنی خلاف حقیقت
 کے خلاف کی حمایت ہے لہذا ان کی
 تردید لازمی و ضروری ہے۔

حکام کے دلائل کا ضعف بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

فلا یجوز القول بكون لبوی
 النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم مشرکین مستغنی بہنہ
 الا یہ وقد صنف الشیخ الاجل
 جلال الدین سیوطی رضی
 اللہ عنہ رسائل فی قبایل یمن
 لبوی رسول صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم و جمیع آیاتہ

اس کتب مذکورہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے دھرم کے شرک ہونے پر استدلال
 ہوا نہیں ہے۔ بارے بزرگ عالم نام جمل
 بر دھرمی سیوطی رضی اللہ عنہ نے آپ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھرم کے
 علی اسلام تک تمام آیات اور احکامات کے
 اٹھائے ہیں، متعدد دلائل قویہ کے ہیں، ان
 نے بھی ان ہی سے ایک دلائل چار کیا

وقد صنف الشيخ الاجل جلال الدين السيوطي رضي الله عنه في اثبات اسلام آباء النبي رسائل واتخذت من تلك الرسائل رسالة فذكرت فيها ما بنيت اسلامهم ونفيده اجوبة شافية لما يدل على خلافه والله الحمد

فتح کمال امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے حضور ﷺ کے آباء و اجداد کے ثبوت اسلام پر متعدد رسائل تصنیف فرمائے ہیں جن میں سے اختلاف کرتے ہوئے رسول تصنیف کیا ہے جس میں ان کا اسلام ثابت کیا اور تکلف و تکی کا ثبوت بولب دیا ہے تمام جو ائمہ عقلی کے لئے ہی ہے۔

(المظہری: ۱۰۱-۱۰۲)

سورہ شعراء کی آیت "وَتَقْلِبُكُ فِي السَّاجِدِينَ" کے تحت اس کی تفسیر ظاہر ادا کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

بل الاولى ان يقال المراد منه تقلابك من اصحاب الطاهرين الساجدين لله في ارحام الطاهرات الساجدات ومن ارحام الساجدات الى اصحاب الطاهرين اي الموحدين والموحدات حتى يدل على ان آباء النبي صلى الله عليه وآله وسلم كلهم كانوا مومنين كذا قال السيوطي

بلکہ یہ کہنا سب سے پہلے ہے کہ یہی تہمتیں ﷺ پاک اور ائمہ عقلی کو سجدہ کرنے والوں کی پشتوں سے پاک سجدہ کرنے والی خواتین کے ارحام کی طرف اور سجدہ سجدہ کرنے والی خواتین کے ارحام سے سجدہ و پاک پشتوں کی طرف منتقل ہوتا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ حضور ﷺ کے تمام آباء و اجداد سوسن ہیں امام سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے بھی یہی بات کی ہے۔

وصلى الله على محمد وآله وسلم
 البخاری فی الصحيح عنه
 صلى الله عليه وآله وسلم قال
 بعثت من خیر قرون بنی
 آدم قرنا فقرنا حسنی بعثت
 من القرن الذی كنت فیہ
 وروی مسلم من حدیث وثقة
 بن الاسقع قوله صلى الله
 عليه وآله وسلم ان الله
 اصطفى من ولد ابراهيم
 اسماعيل واصطفى من ولد
 اسماعيل بن كنانة واصطفى
 من بنی كنانة قريشا
 واصطفى من قريش بنی
 ہاشم واصطفاني من بنی
 ہاشم وقد صنف
 السيوطي رحمه الله في
 اثبات ايمان آباء النبي صلى
 الله عليه وآله وسلم اجمالا
 وتفصيلا كتابا وذكر فيه ما له
 وما عليه وخلصت منه رسالة
 فليرجع اليها

(المطهری: ۷۷۷)

آپ کے اس کلمے پر روایت
 بخاری میں ہے: "آپ
 ﷺ نے قرآن میں ہر دور میں لوگوں
 آدم کے بہتر خاندان میں رہا ہوں حتیٰ کہ
 اس خاندان میں بھی نہیں ہیں ہوں مسلم
 میں حضرت داؤد رضی اللہ عنہ سے ہے
 محمد تعالیٰ نے ولید ابراہیم میں سے
 اسماعیل کو پتا اور ولید اسماعیل میں سے
 کنانہ کو، بن کنانہ سے قریش کو، قریش
 سے بن ہاشم کو اور بن ہاشم سے مجھے
 پیغام سونپی رحمت اللہ علیہ نے
 حضور ﷺ کے والدین کے تعلق پر
 پھولے پتے متحدہ رسائی مجھے ہیں
 جن میں خوب تحقیق ہے: "اللہ نے بھی
 ان سے انتخاب کرتے ہوئے ایک دوسرے
 اس موضوع پر تحریر کیا ہے۔ لہذا اس کا
 بھی مفاد کر لیا جائے۔

rat-e-mustaqee

لا ینال لبولہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم من ذلک الحظ
الافر وللمصیب الاکبر
کیف وقدمن اللہ تعالیٰ
علیہما بمعزۃ خروجه من
بینہما رحمۃ للعالمین
(الفوائد الجلیۃ الیہ ۳۰۰)

کہ آپ ﷺ کے دھوئیں اس سے
حصہ دافر نہ پائیں؟ ملاحظہ رمت
لعلین ﷺ کی ذات اقدس کی
دعوت کا ذریعہ رہا ہے۔

ہم ملاحظہ فرمائیں اخیل رمت اللہ علیہ نصحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
الحذر الحذر من ذکر والدیہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بسوۃ ذلکہ یؤذیہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم
کیونکہ اس سے آپ ﷺ کو اذیت
ہوتی ہے۔
(رفع الخفاء ۱۷۳)

علامہ حرمی النبی کردی المتنی ۱۷۳ ہ اس مسئلہ پر بڑی تفصیلی مکتبہ میں لکھتے ہیں۔

وجب القطع والا اعتقاد بنجا
نہما تعظیما لجنابہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم
ولا یسکن قلب ذی نقی
لا ینزلکب ولا یجوز الاقدام
علی ہذا حکم الا بعد نص
صریح لا یعارضہ نص آخر

آپ ﷺ کی عظیم کے پیش نظر
آپ ﷺ کے دھوئیں کی ہلات کا
اعتقاد کرنا لازم ہے اور کسی بھی طرف
اسی دیکھنے والے کامل اس کے بغیر سکون
نہیں پاسکتا اور کسی پر کفر کا علم ایسی
صریح نص کی بناء پر نکلا جاسکتا ہے جس
کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو اور آپ

rate-mustaqee

وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَعَهُ حِصْرٌ
لَهُ عَلَيْهِ وَآلَهُ وَسَلَّمَ اَعْمٰمِن
میں کی دلیل ملے؟ پھر تو اپنی دلیل
دلائل بدل علی عدم نجاتھما
لا وهو ضعیف ساقط
ضعیف اور ناقص استدلال ہے اور اس
وعارضہ دلیل مثله لو اقوی
کے خلاف اس کے ہم پار یا اس سے
منہ کما بیستہ الحفظ
قوی دلیل موجود ہے۔ میرا کہ خلاف
(رفع الخفاء) صریح سے واضح کیا ہے۔

اے شعل نام سیوٹی کے نقوشات و درجہات میں مزید ترقی مقام فرماتے اور ہم سب
کو پیش اپنی اور اپنے صحیبہ رضی اللہ عنہا کی پارکھ کے لوپ و تعلیم کی ترقی دے۔ "خادری
اس خدمت کو قبول فرماتے اور روزِ قبرست حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مجتہد
کے نیچے جگہ عطا فرماتے۔

غلامِ دھرمین مصطفیٰ رضی اللہ عنہ

محمد خان خادری

بہارِ امت مبارک

پتہ: رحمانیہ ٹھکانہ لاہور

۱۶ جولائی ۱۹۹۹ء برکتِ مشاء

والدین اور جنت

rat-e-mustaqeem

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
 میں نے یہ لکھی دیا کہ غدار قول میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 والدہ ماجدہ اہل توحید ہیں جن کا حکم ان لوگوں کا ہے جو دور جاہلیت میں رہیں جنہیں نور
 رہیں اور انہی پر تھے انہوں نے بھی بہت پرستی نہیں کی مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 جن کے ساتھی میں نے یہ بھی واضح کیا کہ جس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم کی والدہ کا ذکر ہو کر ایمان لانے کا حکم ہے وہ موضوع نہیں جیسا کہ حکایہ
 محمد میں کی ایک چاری جماعت کا موقف ہے بلکہ وہ اس ضعیف قسم کی روایت ہے جس
 کو غلطی میں غصہ اس مقام پر قبول کیا جائے گا اس لکھی میں میں وہ امور کا ذکر
 ہے جن پر میں دلائل ذکر کرتا ہوں آئیے دلائل کا بیان کرتے

اہم ترین شاہین نور روایت مذکورہ

اہم ترین شاہین نے مکمل حد کے ساتھ یہود، مانکر، دشمنی اللہ تعالیٰ صبا سے نقل
 کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ جن میں تھیں اور پریشان ہوئے اور
 وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات اچھے کے مطابق تمام قرآن پڑھ لیا
 غرض میں وہیں لوگوں میں غرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم جن میں تھیں وہ پریشان حالت میں تشریف لیا ہوئے پھر آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم بحالت غرضی وہیں تشریف لائے ہیں یہ کیا معاملہ؟

سالت ریس عزوجل فاحیالی میں نے اپنے رب بزرگ عزوجل سے
 لسی قیامت میں شہر دھا عرض کیا تو اس نے میری والدہ کو زندہ
 (الناسخ والمسنوخ ۱۳۸) فرمایا وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اس نے
 انہیں وہیں کر دیا۔

rat-e-mustaqee

ابن جوزی کا اعتراض

شیخ ابن جوزی نے اسی روایت کے بارے میں اہل ضرورت میں کہا جلفہ اور اخصل
بن ناصر نے کہا یہ حدیث موضوع ہے اور محمد بن زیاد (نخاش) ثقہ نہیں اور احمد بن
یحییٰ اور محمد بن یحییٰ دونوں مجہول ہیں۔ (المؤلف ص ۱۷۸)

دونوں مجہول نہیں

میں کہتا ہوں محمد بن یحییٰ مجہول نہیں، امام ذہبی نے بیرونی اور مسلم دونوں
میں ہوں ذکر کیا ہے۔ محمد بن یحییٰ ابو خزیمہ مدنی زہری کے بارے میں دار تلمیذ نے
کا حواکہ ہیں اور ابوی نے ضیف کہا تو یہ ضعف میں مہول ہیں نہ کہ وضع میں
اس شخص کے حالات کاہوں جان۔ جو اس کی حدیث درج موضوع پر نہیں ہوتی بلکہ
ضعیف کے درج پر ہوتی ہے۔

احمد بن یحییٰ حنفی بھی مجہول نہیں امام ذہبی نے بیرونی میں کہا انہوں نے
روایت تجزیہ سے روایت کی اس کی حدیث مستتر ہوتی ہے۔
ابو سعید بن یونس نے انہیں لیجی کہا اور جس شخصیت کے ایسے حالات ہوں اس
کی حدیث مستتر ہوتی ہے۔

محمد بن زیاد کا مقام

اسی طرح محمد بن زیاد اگر وہ نخاش میں جیسا کہ مذکور ہے تو وہ عام قرأت میں سے
اور آخر تعمیر میں سے ایک ہیں۔ امام ذہبی نے بیرونی میں کہا یہ ضیف ہونے کے
بعد اپنے دور کے قرأت کے استاد ہیں۔ شیخ ابو حوادانی نے اس کی بہت تعریف و ثناء کی
ہے ہاں اس سے منکر روایت ملتی ہیں اس کے علاوہ وہ اس میں متفق نہیں کیونکہ
ابو خزیمہ سے یہ اور وہ استاد سے بھی ملتی ہے۔

حافظ عجب طبری اور روایت

بقا عجب طبری نے السیرۃ میں کمال حد کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ

مسیحی مذہب سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام یحییٰ علیہ السلام میں اتارے اور طبیعت اسی کے مطابق وہاں قیام فرمایا پھر وہاں سے خوش و مسرور واپس لوٹے اور فرمایا۔

سالت رسمی فاحشہالی اسی میں نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اس فاحشہالی میں تم رہا
(خلاصہ السیرہ ص ۲۱) اعلان لائیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں واپس لوٹا دیا۔

لام زہبی نے اس حدیث کے بارے میں اپنی جہادی کی تین مذکورہ جہادوں میں سے کوئی ایک بھی ذکر نہیں کی بلکہ انہوں نے یحییٰ میں کہا عبد الوہاب بن موسیٰ نے عبد الوہاب بن علی زہبی سے حدیث ذکر کی ہے۔

ابن اللہ احباب اسی فاحشہالی میں اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو زندہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں واپس لائیں۔

میں معلوم کہ اس حدیث نے یہ بیان کیا کہ اگر یہ روایت میرا کوپ ہے تو یہ حدیث صحیحہ ہے اس کی تردید کے خلاف ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے حق کے لئے استفادہ کی بہت چاہی تو بہت نہ لی۔

روایت میں دو علتیں

کہہ کہ یہ حدیث اس کی حدیث کے خلاف ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیارت کی بہت لی لیکن استفادہ کی بہت نہ لی۔

الغرض انہوں نے حدیث میں دو جہادوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ عبد الوہاب بن موسیٰ مملو ہیں۔

۲۔ حدیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عبد الوہاب لام مالک کے دعووں میں مملو ہیں اور یہ حدیث انہوں نے موصوف سے ہی روایت کی ہے۔

لام ابو بکر خطیب بغدادی

خطیب بغدادی نے اس حدیث سے روایت نقل کی ہے اس کے آخر میں ہے

rat-e-mustaqee

عبد الوہاب بن عبد الوہاب نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جبہ فوداع کے ساتھ ہمارے ساتھ مقام حجون سے گزرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت پریشان اور غمگین تھے حتیٰ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ سے رو پڑی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اترے اور فرمایا میرا بیٹا، رکائیں نے لونٹ کے پلو کے ساتھ ٹپک گا لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر وہیں ٹھہرے رہے پھر وہیں لوٹے تو نہایت خوش تھے میں نے عرض کیا میرے باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے جس کی وجہ سے میں بھی رو پڑی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش و خرم وہیں لوٹے یہ کیا معاملہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذهبت بقبراسی فسألت الله أن
يحياها وأحيائها فاستبى
وردها الله تعالى
بارے میں عرض کیا کہ میں نے انہیں زندہ
والسابق واللاحق (۱۱۷۱) فرمایا اور وہ گھر پر اچانک لائیں۔

اس حد سے اسے وار تھی نے غراب ملک میں ذکر کیا اور کہا باطل ہے کہ
مساکر نے بھی غراب ملک میں ذکر کیا اور کہا مگر ہے کہ میں ہادی نے بھی اسے
الہیہات میں ذکر کیا لیکن اس کے راجوں پر کلام نہ کیا اسی نے میروں میں کہا علی
بن یحییٰ ابوالقاسم انہی نے کہیں یحییٰ زہری سے روایت کیا جو صحابہ نہیں۔
میں کہتا ہوں اس طریق کے بارے میں شکار ہو چکا ہے کہ یہ عبد الوہاب بن سہلی
وہی ہیں جنہیں ابو العباس زہری کہا جاتا ہے۔ ظہیب بغدادی نے انہیں امام مالک کے
راویوں میں ذکر کرتے ہوئے کہ اسے امام مالک کے حوالے سے یہ روایت ذکر کی ہے
کہ سعید بن عثم نے کہن ابی مریم مصری سے انہیں عبد الوہاب بن سہلی زہری نے

اسی ملک ہے جس میں بعد میں روایت کرنے والے میں عربی خطاب نے بیان کیا کہ حضرت کعب الاحبار نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا میں نے کتب الہی میں پڑھا کہ تم جنم کے دورانے پر کھڑے لوگوں کو اس میں گرنے سے منع کر رہے ہو تو اب تم فوت ہو جاؤ تو لوگ قیامت تک اس میں گرتے رہیں گے۔ یہ اثر امام مالک سے محفوظ ہے۔ اسے ابن سعد نے بھی طبقات میں مندرج نہیں ہے۔ انہوں نے امام مالک سے حد کے ساتھ ذکر کیا اور دونوں کا متن ایک ہی ہے تو امام مالک سے محفوظ روایت کرنے کی وجہ سے عہد الوہاب کی دوسری روایت میں جراثیم شمع ہو گئی تو اب عہد الوہاب سے روایت ابن واسطہ سے ہے

۱۔ عہد الوہاب میں مالک میں اپنی اثرات میں ختم

۲۔ میں امر میں اپنی اثرات میں ختم

یعنی ایک میں تفصیل ہے جبکہ دوسری میں نہیں۔

مذکورہ روایت میں اختلاف

اس حد سے روایت میں یہ اختلاف بھی ہے کہ یہ واقعہ جنت البدر کا ہے تو اسی سے دوسرے اعتراض کا جواب آیا کہ یہ حدیث استغفار کے متعلق ہے۔ کیونکہ روایت کا واقعہ حج مکہ کے سفر کا ہے جیسا کہ حدیث بیروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے اور یہ زعم ہو کر اہلن والے واقعہ سے دو سفر پہلے کی بات ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابن شاپین نے اس روایت کو اپنی کتاب (الدرر والنسب) ص ۳۸۴ میں ذکر کیا اور حدیث زیارت واستغفار کو پہلے ذکر کیا اور اسے منسوخ اور بعد میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر کے اسے منسوخ قرار دیا اور یہ نصیحت ہی خواصورت اور روشن عمل ہے۔

امام قرطبی کی تائید

امام قرطبی نے بھی اس کی اتباع کرتے ہوئے احادیث میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ بکرمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ

irat-e-mustaqee

20

دعوت کے دھڑی زعمہ ہو کر اعلان لائے اور فرمایا ان روایات میں کوئی تضاد نہیں
کیونکہ زعمہ ہو کر اعلان لانا مستحکم کے معاملہ کے بعد کا ہے اس پر سیدہ عائشہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا سے سوالیہ جواب شروع ہوا وہی حدیث شریفہ ہے۔ اسی طرح امام ابن شامی
نے اسے ذکر روایات کے لئے حلیٰ قرار دیا ہے۔

امام ابن شامی نے صفحہ کے ساتھ یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے بھی ذکر کی کہ عیسیٰ کے بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے
اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری والدہ بڑی مسلمہ تو ارحم
اس نے دور جاہلیت میں بچی کو زعمہ و رکوع کیا تھا ہماری ماں کہیں ہے؟ فرمایا ہماری ماں
آگ میں ہے ان دونوں پر یہ بات نصیحت خلق گزری جب وہ اٹھ کر بیٹے لگے تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب کیا اور فرمایا میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ
ہے ایک مہاجر نے کہا یہ اپنی ماں کو نہیں چاہتا جیسا کہ عیسیٰ کے بیٹے اپنی ماں کو
نہیں چاہتے۔ تو ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش
آپ صلی اللہ علیہ وسلم والدین کا معاملہ اور ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا

سالتھما ربی فیعطینی	میں نے اپنے رب سے حق کے بارے
فیہما ونفی لقائم المقام	میں عرض کیا تو مجھے حق کے بارے میں
المحمود (متحدک سمعہ)	مطا کیا گیا اور میں مقام محمود پر قائم کیا

متحد فوائد

امام حاکم نے متحدک میں اسے ذکر کیا اور صحیح کہا اس حدیث میں متحد فوائد

ہیں۔

۱۔ میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حضور والدین کے لئے دعا ہے
پہلے کی بات ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں مجھے حکم عطا کر دیا جو اس (آزمائش کو کر لیکن اللہ) کے امکان پر مشکوک ہے۔

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اس بات کے حراز کے قائل تھے اور وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا یہ ٹھکانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص میں سے ہے۔

والدین کے لئے بطریق اولیٰ

ابن سعد نے طبقات میں سند کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انرجو لابی طالب؟
ابو طالب کے بارے میں آپ ﷺ
کیا امید رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا

کل الخیر لرجو من ربی
میں اپنے رب سے تمام خیر کا امیدوار ہوں۔
(مشکوٰۃ ص ۲۳۴)

یاد رہے یہ امیدداری ابو طالب کے بارے میں ہے جنہوں نے دعوت اسلام پائی،
جس پر اسلام پیش کیا گیا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔
فلا یوہ لولی
تو یہ امیدداری والدین کے حوالے سے تو بطریق اولیٰ ہوتی
ہے۔

ایک اور روایت

ام سلمہ نے عرض کیا کہ میں سند کے ساتھ میرے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے دعا کرتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ir-e-mustagee

لما اثمها
 زید فرما دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور انہیں ہر سوت
 دی۔

اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اس کی رحمت و قدرت کے سامنے کوئی رکاوٹ
 نہیں اور اس کے ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر ہیں کہ وہ انہیں جس فضل و
 انعام سے چاہے مخصوص فرما دے۔ (الروضہ المفیدہ ص ۱۰۰)
 لیکن وجہ کے دلائل

ام قرطبی لکھتے ہیں حافظ ابو خطاب عمر بن وحید نے کہا کہ سب سے اہم دلائل
 موضوع ہے اور اس کی تردید قرآن کریم اور احادیث بھی کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد
 ہے۔

وَالَّذِينَ يَمُونُ بِهِمْ كُفَّارٌ
 اور نہ وہ لوگ جو کفر کی حالت میں فوت
 ہوئے۔ (النساء: ۱۵)
 یہ بھی ارشاد مبارک ہے۔
 فَيَمُوتُ وَهُوَ كَافِرٌ
 اور فوت ہوا وہ حالت کفر میں فوت
 ہوئے۔ (البقرہ: ۱۷۷)

۱) جو شخص کفر، کفر سے فوت کر لیا جائے اسے کفر میں ہی رہا ہوگا اگر کوئی بوقت
 موت فرشتوں وغیرہ کو دیکھ کر ایمان لے آتا ہے تو اس کا ایمان صحیح نہیں دے سکتا
 ہوئے کے بعد ایمان کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟
 اس طرح تعبیر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت میں
 مرض کی سبب سے دھریں کا معاملہ کیا ہے؟ تو یہ آیت اٹل ہوئی۔

rat-e-mustaqeem

میں نے اس کے بارے میں سب سے پہلے

(القدرہ: ۱۰۰)

الجحیم

ابن وحید کا رد

اہم قرطبی فرماتے ہیں جو کچھ ابن وحید نے کہا یہ سب کچھ نظر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات عالیہ اور خصائص و فضائل میں وصل تک مسلسل اضافہ ہوتا رہا تو یہ زندہ ہو کر ایمان لانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و خصائص میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نوازا اور دھریں کا زندہ ہو کر ایمان نہ تو عقلاً محال ہے اور نہ شرعاً۔ قرآن مجید میں ہے کہ نبی اسرائیل کے عقل نے زندہ ہو کر اپنے جہنم کی خبر دی اس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھوں موتے زندہ ہوئے۔ خود علامہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں موتوں کی ایک جماعت زندہ ہوئی۔

جب یہ تمام حجت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت و کرامت اور عظمت کے اضافہ کے پیش نظر دھریں کے زندہ ہو کر ایمان لانے سے کون سی شی مانع ہے اور پھر انھوں نے حدیث میں اس کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ جو کچھ ابن وحید نے کہا تو ان کا حکم ہے جو حالت کفر، فوت ہوا ہو۔

باقی ان کا یہ کہنا کہ جو شخص حالت کفر، فوت ہوا اور اسی حدیث کی بنا پر مہرور ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سورج نوازا دیا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوازا کی 'اہم' غلطی نے اسے ذکر کر کے کہا یہ حدیث جہت ہے اگر رجوع جس تابع نہ ہو تاہم نہ ہی وقت ہوتا تو اسے نوازانے کا قائل کیا؟ یہی مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھریں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے وقت نوازا۔

24 irat-e-mustagee

حضرت یحییٰ کی قوم کا ایمان

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قوم دیکھنے قبل عمار کے مطابق ان کا ایمان اور توبہ اس وقت قبول ہوا جب وہ طواب میں گر پڑے تھے۔ اور قرآن کا ظاہر بھی اسی قول کی تائید کر رہا ہے۔

آیت کا صحیح مفہوم

یہ آیت مبارکہ کا ماحول تو اس میں کے ایمان لانے سے پہلے طواب کا تذکرہ ہے

(تذکرہ 'مستغیث')

جس کا کہنا ہوں امام قرطبی کا رجوع غرض سے وقت ہونے پر استدلال بہت ہی خوب ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے لازمی لڑائی کا غم لگایا اور رجوع میں کیا فائدہ دیکھ کر فضا تو خوب کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔

ایک اور واضح استدلال

لیکن میرے سامنے اس سے بھی زیادہ واضح استدلال ہے کہ اصحاب کف آخری دور میں انہیں گے بچ کریں گے اور مزید شرف پانے کے لئے اس سمت میں شامل ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

اصحاب الکھف اعوان اصحاب کف امام سعدی کے مطابق
المعبدی ہو گئے۔

اسے ابن سعد نے اپنی تفسیر میں نقل کیا۔

آپ نے دیکھا موت کے بعد اصحاب کف کے عمل کا اعتبار کیا جا رہا ہے تو اس میں کوئی سی بدعت والی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے لئے ایک عر مشرور فرمائی پھر انہیں مشرور وقت سے پہلے موت دیدی پھر انہیں جہنم لمانت پارے کرنے کے لئے زندہ فرمایا اور ان میں وہ ایمان لانے تو اس ایمان کا اعتبار کیا جائے گا۔

irat-e-mustaqee

اور میں نے حدیث حاضر کی تاہم میں سمجھتی تھی کہ وہ ان لازم کلمات و
لفظوں پر ایمان لائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے جیسا
کہ اصحاب کلمہ کی موت میں تاخیر کا سبب یہی ہے کہ اس امت میں شمولیت کا درجہ یا
نہیں۔

یہ قرآن کے خلاف نہیں

ابن ابی کثیر کہ یہ حدیث ظاہر قرآن کے خلاف ہے محدثین کے طریقہ پر
نہیں، خلافت جو الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے ترویج کی تھی کما غلاری کی اسراء کے بارے
میں روایت کو ابن حزم نے اس لئے موضوع قرار دیا کہ وہ اسراء کے بارے میں دیگر
حدیث صحیح کے خلاف ہے۔ مگر اس کا رد کرتے ہوئے کہا کہ ابن حزم اگرچہ غلط
حکم میں لگے ہیں مگر انہوں نے تحلیل حدیث میں حقاہ حدیث کا طریقہ اختیار نہیں کیا،
حقاً تو حدیث میں سند کے اعتبار سے طبع لگتے ہیں جو اس کے لئے بیڑی کا درجہ
رکھتی ہے۔ لیکن انہوں نے طبع الفاظ کی بنا پر ذکر کی ہے۔

یہ حدیث حجت نہیں

یہی وہ حدیث جس میں اس جج کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا میرے دھرم کا کیا حال ہے؟ تو یہ محض و ضعیف ہے لہذا اس سے استدلال
درست نہیں۔

ابن سید الناس کی رائے

ملاحیح العربیہ ابن سید الناس سیرۃ میں ابن اسحاق کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ
حضرت ابو طالب موت کے وقت اسلام لے آئے تھے۔ اس کے بعد گئے ہیں یہ بھی
مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبد اللہ اور آپ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب بھی ایمان لائے ہیں انہیں اللہ
تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور انکی
اسی روایت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبد المطلب کے بارے میں بھی ہے

پھر صحابہ نے خوردہ روایت اس حدیث کے خلاف ہے جسے امام احمد نے حضرت درویز
مقلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میری والدہ کہیں ہے؟ فرمایا میری والدہ آگ میں ہے میں نے عرض کیا آپ کے ساتھ
اہل کہیں ہیں؟ فرمایا تو خوش نہیں کہ میری والدہ میری والدہ کے ساتھ ہو؟

پھر سمجھتے ہیں بعض اہل علم نے ان روایات میں یہی موافقت دیکھی ہے کہ
روایات مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات عالیہ اور مقامات میں وصل تک ترقی
و اضافہ ہوتا رہا تو ممکن ہے یہ درجہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد میں حاصل ہوا
اور پہلے نہ تھا تو زبور ہو کہ ایمان لانا جو سری اعلیٰ کے بعد ہوا لہذا ان میں کوئی
تعارض نہیں۔ (ایمان کا ترجمہ ص ۳۰)

حافظ ابن حجر کی تحقیقی مہنگو

میں کہتا ہوں میری یہ تمام مہنگو حدیث پر اس وقت قبیح ہیں اس پر کسی
جو سرے کے کلام سے انکار نہیں کیا۔ پھر میں نے ابن المیراج فی تمام المہنگو ابو الفضل
ابن حجر کا مطالعہ کیا تو میں نے مہنگو اب کے حالات میں یہ مہارت پائی کہ میں
ذہبی نے اس جگہ غلطی کی تاہم کلام کیا اور اس حدیث کو ختم کرنے سے سکتا اختیار
کیا اور دار قطنی نے غرائب لمک میں کہا امام لمک سے انہوں نے ابو زید سے انہوں
نے وشم سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سیدہ عائشہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو وہ اعلیٰ روایت کی ہیں۔ وہ منکر اور باطل ہیں پھر انہوں
نے اس حدیث کو بطریق غلط ہی امام کہیں میں اپنی غریب روایت کر کے کہا یہ لمک پر
کذاب ہے یہ سارا بوجہ ابو خزیمہ پر ہے۔ اس میں بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔ یا اس سے روایت
کرنے والا اور قہر ابواب بن سوئی میں کوئی حرج نہیں۔

پھر حافظ ابن حجر نے فرمایا ابن جوزی نے المصنفات میں زاد عمری راجع سے ان
سے علی بن یحییٰ کہیں نے ان سے محمد بن یحییٰ ابو خزیمہ زہری نے ان سے
مہنگو اب بن سوئی نے حدیث نقل کی پھر انہوں نے ایک اور سند کا ذکر کرتے ہوئے

rat-e-mustaqee

ابن سے محمد بن یحییٰ نے اور انہوں نے عبد الوہاب سے بیان کیا پھر انہوں نے جہزی کہنے میں داخل شدہ نہیں احمد بن یحییٰ اور محمد بن یحییٰ دونوں مجهول ہیں۔
 ساتھ میں خبر لہاتے ہیں ابن کا قول "علی بن یحییٰ کہیں" تو ابن کی سوانح میں ابن مساکر نے یہ حدیث طریحا ذکر کی ہے جیسا کہ عربی تاریخ کے حالات میں کہا ہے۔ دار تقنی نے ابن کے دھوکا نام احمد بن بیان کیا ہے۔

محمد بن یحییٰ مجهول نہیں

محمد بن یحییٰ مجهول نہیں بلکہ وہ معروف ہیں ابو سعید بن یونس کی تصانیف میں ابن کے مورخات آئے ہیں دار تقنی نے ابن پر وضع کا الزام لگایا ہے۔ اور یہ ابو غریبہ محمد بن یحییٰ زہری ہیں ابن کا ترک اپنے مقام پر آئے گے۔

احمد بن یحییٰ کون ہے؟

احمد بن یحییٰ کے بارے میں خلیل کے ذریعے بھی کچھ فقہاء نہیں جانتے تھے کہ ابن کے ہند میں احمد بن یحییٰ ہم کی پوری جماعت ہے۔ اس ہند کے سب سے زیادہ قریب محسوس ہوتے ہیں وہ احمد بن یحییٰ بن زکریا ہیں کیونکہ وہ مصری ہیں اور علی کہیں بھی مصری ہیں جیسا کہ امام دار تقنی نے کہا ہے۔

عبد الوہاب بن موسیٰ رواتو مالک سے ہیں

خلیب نے ذریعہ عبد الوہاب بن موسیٰ کو امام مالک کے رواتوں سے ذکر کیا اور کہا ابن کی کثرت ابو الوہاب سے اور انہوں نے بطریق سعید بن ابی مریم ابن سے امام مالک ابن سے عبد اللہ بن دینار نے ایک اثر سوقوف ذکر کیا جس میں حضرت عمر سے حضرت کعب الاحمد کی گفتگو ہے پھر کہا اس میں یہ منقول ہیں لیکن ابن پر کوئی تصحیح ذکر نہیں کی۔ اسے دار تقنی نے قرأت مالک میں ذکر کے کہا یہ مالک سے جنت کے ساتھ جنت ہے۔

موسیٰ انیس سالک نے انیس کن شہب نے انیس سعید بن سب نے انیس عہد لفظ
بن عروسی لفظ قتلیٰ ختم نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فسطحہ پہنچے تو انہوں
نے ایک واقعہ بیان کیا اور پھر فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار چیزیں
میں بہت لے گئے۔ دار تقنی نے کہا یہ روایت نہ دہری سے جہت نور نہ ہی مالک
سے اور یہ ابو خزیمہ صیغی ہی جو عکرم لفظ میں ہے۔

پھر بطریق علی بن احمد نقل کیا اور کہا وہ لفظ تھے۔ ہمیں ابو خزیمہ محمد بن یحییٰ
نے بیان کیا انیس ابو عباس عہد ولہب بن موسیٰ نے اس حد سے حضرت عہد لفظ بن
عروسی لفظ قتلیٰ ختم سے بیان کیا کہ دایاں خرمندہ ہوتا ہے یا گنگار اور کہا نہ یہ مالک
سے حد کے ساتھ جہت ہے۔ اور نہ دہری سے اس میں کوئی چیز ہے۔

ابو خزیمہ کبیر

دس ابو خزیمہ کبیر تو وہ محمد بن موسیٰ انصاری مدنی قاضی ہیں وہ امام مالک اور شعبی
سلیح کے شاگرد ہیں اور ان کے حلقہ "امام بن منذر" "نہر بن ہاکم" "محمد بن
لیج اور پوری جماعت سے انیس امام بخاری" کن "جہن" بن "عالم" "مقلیٰ اور ابن عدی
نے ضعیف قرار دیا جبکہ حاکم نے کن کی تحقیق کی ۴۰۰ میں کن کا وصل ہوا۔

علی بن احمد کا تعارف

علی بن احمد کعبی "مصری ہیں" یہ قسم ہیں انہوں نے ابو خزیمہ سے انہوں نے
عہد ولہب بن موسیٰ سے انہوں نے مالک سے انہوں نے ابو زہرہ سے انہوں نے یحییٰ
بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ
اصول روایت کی ہیں۔

۱۔ منصور مقلیٰ لفظ علیہ وکرم وسلم جب حج کے حوالہ پر اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے پاس سے گزرے تو

موضوع ہے کیونکہ آپ مقلیٰ علیہ وکرم وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر طور مقام ابو ہریرہ
میں ہے، جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے لیکن ابو خزیمہ کا خیال ہے کہ وہ مقام حیران
ہے تو کن بخاری نے اسے موضوع کہا اور یہ بھی کہا کہ یہ اس حدیث پر ابو خزیمہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہے جسے جہت بخاری نے کتب لفظ میں ذکر کیا۔

محمد بن رافع کے حالات اور عہد ولہب بن موسیٰ سے مولیٰ حدیث ابو خزیمہ پر مزید
تھکے آئے گی یہ وہ تھکے حتیٰ جو ابن ابی عمیر میں عہد ولہب کے حالات میں عہد لفظ بن
محمد نے کی۔

امرو بن یحییٰ ممتاز ہیں

عہد لفظ بن محمد کا یہ فریق کہ امرو بن یحییٰ ضعیف کئے سے بھی واضح نہیں ہوئے
اس پر یہ امتزاض ہے کہ اس حد سے ممتاز ہو جاتے ہیں جیسے امام ابن شاپین نے
الاصح والمسنوع میں ذکر کیا کیونکہ انہوں نے واضح طور پر انہیں صحیح کہا ہے۔

ابو خزیمہ کا تعارف

ابن العسکری نے ابو خزیمہ کے حالات میں ہے کہ یہ ابو خزیمہ صیغی دہری ہیں۔
مصر میں سکونت پذیر تھے ان سے پوری جماعت نے حدیث لفظ سعید بن یونس نے
انیس اہل سطر میں ذکر کیا اور کہا محمد بن یحییٰ بن محمد بن عہد ولہب بن محمد بن
عہد ولہب بن عوف ابو عہد لفظ "ابن کا لقب ابو خزیمہ" مدنی "مصر آئے ان کی وہ
کنہیں ہیں" ان سے روایت لینے والی میں ہیں "اصح بن ابیہم کس" ذکر کیا
بن یحییٰ ثعلبی "مقلیٰ بن سواد عاتقی" محمد بن شہاب اور محمد بن عہد لفظ بن حکیم
ان کا وصل عہد ولہب کے دن ۲۵۸ھ میں ہوا۔ (ابن ابیہم ۳۲۵)

دار تقنی نے فرات مالک میں کہا ہمیں ابو بکر ضعیف مصری نے انہیں محمد بن عہد لفظ
بن حکیم نے مصر میں انہیں ابو خزیمہ محمد بن یحییٰ دہری نے انہیں عہد ولہب بن
آگ سے اپنے آپ کو پہلا

سوئی انیس ملک نے انیس ابن شہاب نے انیس سعید بن مسیب نے انیس عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہے۔ تو انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا اور پھر فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے چار چیزوں میں بہت بڑے گناہ دار تھے ان کے گناہ یہ روایت نہ ذہری سے ثابت اور نہ ہی ملک سے اور یہ ابو خزیمہ صنفی ہی ہیں جو منکر الحدیث ہیں۔

پھر بطریق علی بن ابو نعلیٰ کیا اور کہا وہ گناہ تھے ہمیں ابو خزیمہ محمد بن یحییٰ نے بیان کیا انیس ابو اہمہاس عبد الوہاب بن سوئی نے اس حد سے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا کہ وہاں شریف ہوتا ہے یا عساکر اور کہا نہ یہ ملک سے صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور نہ ذہری سے اس میں ابو خزیمہ ہی ہے۔

ابو خزیمہ کبیر

دس ابو خزیمہ کبیر تو وہ محمد بن سوئی انصاری مدنی کا بیٹا ہے وہ امام ملک اور محمد بن سلیمان کے شاگرد ہیں اور ان کے تلامذہ ابو اہم بن منذر، زہری بن یزید، عمر بن محمد بن علی اور ہری بن عاصم سے انیس امام بخاری، یحییٰ بن یحییٰ، ابو حاتم، قتیبہ اور ابن عری نے فیہل قرار دیا جبکہ حاکم نے ان کی توثیق کی ۳۰ میں ان کا وصل ہوا۔

علی بن ابوہریرہ کا تعارف

علی بن ابوہریرہ کعبی، مصری ہیں، یہ ختم ہیں انہوں نے ابو خزیمہ سے انہوں نے عبد الوہاب بن سوئی سے انہوں نے ملک سے انہوں نے ابو زہرہ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ احادیث روایت کی ہیں۔

وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے موقع پر اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے گزرے تو

rat-e-mustaqee

فَلَمَّا لَمَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَاحْبَبَهَا قَتْلُ قَتْلِي سَهْ دَعَاكَ تَوَلَّى اَتَيْتُ اَتَيْتُ
فَلَمَّا لَمَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَاحْبَبَهَا قَتْلُ قَتْلِي سَهْ دَعَاكَ تَوَلَّى اَتَيْتُ اَتَيْتُ
فَلَمَّا لَمَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَاحْبَبَهَا قَتْلُ قَتْلِي سَهْ دَعَاكَ تَوَلَّى اَتَيْتُ اَتَيْتُ
فَلَمَّا لَمَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَاحْبَبَهَا قَتْلُ قَتْلِي سَهْ دَعَاكَ تَوَلَّى اَتَيْتُ اَتَيْتُ

میں نے آپ کے ساتھ جو کچھ کیا وہ آپ کے لئے ہی تھا۔
میں نے آپ کے ساتھ جو کچھ کیا وہ آپ کے لئے ہی تھا۔
میں نے آپ کے ساتھ جو کچھ کیا وہ آپ کے لئے ہی تھا۔
میں نے آپ کے ساتھ جو کچھ کیا وہ آپ کے لئے ہی تھا۔

دار قطنی کہتے ہیں یہ دونوں سندیں اور متن باطل ہیں 'بجواز من ہشام من ابیہ
من عاتکہ کی سند سے کوئی شے حجت نہیں یہ لام باک پر کذب ہے اور اس کا لام
بوجہ ہمزہ پر ہے من پر وضع کا اتمام ہے یا من سے روایت کرنے والے پر لیکن
مہد الوہاب بن سونی پر کوئی طعن نہیں۔

علی بن محبوب کہیں کے ہمارے میں میری سے یہ قول "کہ مصنف نہیں" نقل کر
کے کہا میں کتابوں دار قطنی نے اسے مصنف قرار دیتے ہوئے من کا لام علی بن ابو
یہاں کیا میری راجح بن سلیمان ابی طالب غائب کے حالات میں زانی کا یہ قول "فراہ
نے تاریخ میں ذکر کیا اور کذاب قرار دیا" ذکر کرنے کے بعد کہا دار قطنی نے انہیں
فراہ باک میں ضعیف کہا" مسلم بن کاسم نے کہا ان میں کہ لوگوں نے کلام کیا ہے
اور کہو نے انہیں ثقہ کہا اور یہ کثیر تھریٹ ہیں ۳۳۰ھ میں من کا مصری وصل ہوا۔
(ابن ابی عمیر ۳۷۲-۳۷۳)

ابن عساکر نے سند کے ساتھ یہاں عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ جبہ اللہ کے ساتھ حج فرمایا
بطریق خلیفہ ساری حدیث بیان کی۔

ابن عساکر کہتے ہیں یہ حدیث مہد الوہاب بن سونی زہری علی کے حوالے سے ہے

rate-mustaqee

یہ ہے کہ میں نے اپنے لیے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "مستقیم" ہے۔ یہ کتاب ہے روایت میں منقول نہیں، بلکہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی پڑا تھا۔
 من اینہ کاغذ کتب سے رو کیا۔

حافظ ابن جریر کہتے ہیں انہوں نے عربیہ راجع اور علی بن محمد بن یحییٰ کے ہارے میں یہ کہہ نہیں کیا جاتا کہ کعبیہ دینا سے من کا تعلق اس حدیث سے زیادہ ہے باقی مہد الوہاب بن موسیٰ کے ہارے میں یہ کہے گزر چکا اور اس میں "من اینہ" کاغذ ثابت ہے اور من کا اسے مذکورہ سند میں حافظ قرآن بنا درست ہے۔ یہ تمام وہ منظر ہے جو حافظ ابن جریر نے لبنان الیہذاں میں اس حدیث اور اس کے راویوں کے ہارے میں کی ہے۔ ہم یہ اس تمام اور سب سے منظر سے یہی آثار ہوتا ہے کہ حدیث حقیقی طور پر موضوع نہیں اور اس کی وجہ واضح ہے۔ کہ اس کے تمام راویوں میں یہاں کوئی راوی نہیں جس کی جمع پر تمام محدثین متفق ہوں کیونکہ حدیث کا دار صحیحہ من مہد الوہاب" پر ہے اور مہد الوہاب کی دار تعلق نے وہ تمام پر توثیق کی ہے ایک مقام پر کہا وہ من ہیں وہ سب سے تمام پر کہا من پر کوئی طعن نہیں، حافظ ابن جریر نے من کی توثیق کو قائم و ثابت رکھا اور کعبیہ سے بھی من کے ہارے میں کوئی جمع متفق نہیں۔ باقی من کے اور جو راوی ہیں مثلاً امام مالک تو ان کی جلالت علمی کی بنا پر من کے ہارے میں کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاشم اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان عہد کا رابطہ ہوتا تو وہ سب سے سند میں وہ ثابت ہیں۔

وہ جو من کے ہارے دار تعلق نے کہا منکر الحدیث ہیں ان جو منی نے کہا منقول ہیں۔ ان راویوں نے تو ان کے عہد جلالت قرآن کے بعد جلالت سے تو وہ نکل گئے۔
 وہ کعبیہ کے ہارے میں اکثر کہا گیا کہ منقول ہے۔ مگر وہ تو منقول ہیں۔
 وہ عربیہ راجع کے ہارے میں سب سے منظر سے توثیق تعلق کی ہے اور کہا یہ کثیر الحدیث ہیں۔

تو اصل حدیث کے مطابق یہ سند اس قہار سے ضعیف تھی نہ کہ موضوع اور

irrat-e-mustaqee

32

یہ موضوع کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے متابیع موجود ہے جو اس سے بھی عموماً ہے اور وہ سید احمد بن یحییٰ حضری کا ابو غزیہ سے روایت کیا یہ طریق اس حوالے سے عموماً ہے کیونکہ طریق کعبی میں ایسے راوی ہیں جن پر مسلسل کام ہے مثلاً جلسی 'سرخ' راوی اور کعبی لیکن حضری کو صرف قبول کیا گیا ہے اور وہ بھی اس وقت جب سید احمد بن یحییٰ پر انکار کر لیا یعنی جب اس کے ساتھ حضری کہہ دیا جائے تو جہالت از خود قطع ہو جاتی ہے) اور وہ صحابہ ہوں گے اور اگر اس کو یحییٰ (ازہم) کہا گیا ہے تو کوئی بات نہیں کیونکہ یہ فقط تو قبول ہے روایت کرتے ہیں اور ایسے شخص کی حدیث حسن کے درجہ پر ہوتی ہے جبکہ اس کا تلخ ہو 'اگر یہ روایت میں مشورہ نہ ہوتے تو مذکورہ حدیث کو حسن کہہ دیا 'اب حدیث ابو غزیہ میں سے ہے اور اس کا دار بھی انہیں ہے۔

ابن عساکر کی تائید

ابن عساکر کا اس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ حدیث منکر تھی بات ہے جہت ہے کہ یہ ضعیف ہے موضوع نہیں کیونکہ منکر ضعیف کی قسم ہے اس کے اور موضوع کے درمیان فرق واضح ہے جیسا کہ اصول حدیث میں مہلک ہے۔

اقویٰ اور مستدرق

اس حدیث کے بارے میں سب سے قویٰ اور مستدرق ابن عساکر کا ہے کیونکہ ابو غزیہ کی روایت ہے تصحیح کیا جاتا ہے کہ یہ منکر لحدیث ہے تو جس حدیث میں یہ منکر ہو گئے وہ منکر کہلائے گی کیونکہ منکر اس روایت کو کہا جاتا ہے جس میں ضعیف راوی تھ کی روایت کی حالات کرے۔ اس حدیث کا اصل بھی یہ ہے اگر اسے ہم احادیث زیارات وغیرہ کے خلاف مان لیں۔ اور اگر حالات کے بجائے موافقت مان لیں تو یہ صرف ضعیف ہو گی اور اس کا درجہ منکر سے لوہ اور اس سے بہتر نقل استدلال ہو گی اور جو منکر سے مرتبہ کے اعتبار سے کم ہو گی اس کا اصل بھی اس سے کم ہو گا اور یہ

irrat-e-mustaqee

حتوک کا مرتبہ ہے اور حتوک حدیث ضعیف کی قسم ہوتی ہے وہ بھی موضوع نہیں ہوتی۔

فصل

حدیث کے تمام طرق میں علت ہے

اس حدیث زیادت ہا میں نے صحت کا حکم جاری کیا ہے اس کی تخریج آگے سننے کی جگہ ہے۔ حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طریق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن جریر نے شرح بخاری میں اس طرف اشارہ کیا ہے جن لوگوں نے اسے صحیح کہا ہے ان کا عقیدہ صحیح لڑاؤ نہیں بلکہ محض اس حد کے اعتبار سے ہے۔ میں نے اس حدیث کے تمام طرق ہا فور کیا ہیں نے ان تمام کو محمول (علت والے) پایا۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام حاکم نے بطریق مبہم میں اپنی ان سے سنوائے ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف فرما ہوئے ہم بھی ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیچھے کا حکم دیا پھر کچھ فاصلہ کی طرف بڑھے حتیٰ کہ ایک قبر پہنچ کر طویل دعا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے والا پایا۔ ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روکنے کی وجہ سے روکے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک رہے ہیں؟ ہم بھی اس ہا پہنچاں جو کہ روکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اندر تشریف لائے اور فرمایا میرے روکنے کی وجہ سے تم پہنچاں

irrat-e-mustaqee

میں نے اپنے رب سے ان کی زیارت قبر کی اہازت چاہی تو اس نے اہازت دیدی مگر میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کی بخشش کی دعا اہازت چاہی تو مجھے اہازت نہ ملی اس وقت یہ تہمت مہارکہ نازل ہوئی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ
أَنْ يَكُونُوا كُفْرًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
(النسبہ ۱۳۳)

(انستہرگہ ۳۳۳۳۳)

حدیث میں پہلی علت

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے وہی نے فقیر میں اس کا رد کیا اور کہا صحیح ہی اپنی کو ان صحیحین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تو یہ علت جو اس روایت کی صحت میں رکھوت ہے۔ ذہبی یہ قہر ہے کہ انہوں نے میزوں میں حاکم کی تصحیح پر اٹھ کر تے ہوئے اسے کیسے صحیح قرار دے دیا فقیر مصدک میں خود اس کی مخالفت کی ہے۔
(انجیل ۳۳۳۳)

حدیث میں دوسری علت

اس حدیث میں دوسری علت یہ ہے کہ یہ ان روایات کے خلاف ہے جو صحیح البخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ مذکورہ تہمت مہارکہ جو طالب کی موت پر نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تھی جس سے صبح کیا گیا ہے۔ اس بارے میں ترمذی و صحیح دیگر روایات بھی ہیں کہ ان کے بارے میں نازل ہوئی جو قصہ آنس کے علاوہ ہے اگر ذہبی حدیث امیہ و الدین کو اس حدیث کی بنا پر نہیں مانتے تو اس حدیث (جس کو صحیح کہہ رہے ہیں) کو بھی ایسی اصطلاح رد کر رہی ہیں جن کی صحت چینی ہے اور وہ صحیح البخاری و صحیح مسلم کی ہیں۔

۳۔ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ

rat-e-mustaqee

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ کی قبر پر حاضر ہوئے آگے تمام روایت وہی ہے جو لوہ بیان ہوئی تھی تو اس میں بھی وہ دونوں عین ہیں۔

۱۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۲۔ یہ احادیث مجملہ کے خلاف ہیں۔

۳۔ روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد اور ابن شاپر نے نقل کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر تشریف فرما ہوئے باقی الفاظ سہجہ ہی ہیں۔

ابن جریر نے ایک اور سند سے یہی ذکر کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبریف لائے اور اپنی والدہ کی قبر پر کھڑے رہے حتیٰ کہ سورج گرم ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ریحانہ کے قریب ہی جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشتداد کریں گے تو سہجہ آیت نقل ہوئی اس حدیث میں بھی عین ہیں۔

۱۔ حدیث صحیح کے خلاف ہیں۔

۲۔ ابن سعد نے طبقات میں اسے ذکر کر کے کہہ

ہذا غلط و لیس قبر ہا بمکہۃ یہ قلعہ ہے کیونکہ آپ کی قبر خود مکہ میں ہے یہی نہیں بلکہ آپ کی قبر ہوا کے

(الطبقات ۱: ۱۸۷) مقام ہے۔

تو واضح ہو گیا کہ اس روایت کے تمام طرق میں طعن ہے یہاں سہجہ نقل آیت کا جس میں اشتداد سے منع کیا گیا تو اس آیت اور ابن سعد صحیح میں موافقت عین ہے جس میں ابوطالب کا واقعہ ذکر ہے۔

سب سے اصح سند

اس روایت کی سب سے اصح سند حاکم کی ہے جسے انہوں نے بخاری و مسلم کے

rat-e-mustaqee

مصرطہ ہے اس کا معنی ہے وہ جس کی طرف سے ہے وراثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑا مسخ نظر کے ساتھ اپنی وفات کی قبر کی زیارت کے لئے خریف لئے اس دن جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے گیا پہلے بھی نہیں دیکھا گیا۔ اس حدیث میں کوئی طبع نہیں اور نہ یہ کسی حدیث کی خلاف ہے اور نہ اس میں اختلاف ہے۔ مباحثہ ہے، ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوا تو وہ زیارت قبور کی وجہ سے قتل طاری ہوئے۔ سبب اس میں مذاب کا روکنا ضروری نہیں۔ اس مقام کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی کچھ عطا فرمائی وہ اللہ۔

فصل

موضوع کہنے والوں کی تمام عقبتیں غیر موثر ہیں

حدیث اعیانہ دہائی کے بارے میں دو قسم کے لوگ ہیں۔

۱۔ یہ موضوع ہے اس کے قائلین یہ "ائمہ ہیں" امام دارقطنی "ہو رہی تھی" ابن ہمام ابن جوزی اور ابن دبیہ۔

۲۔ یہ صرف ضعیف ہے موضوع نہیں "اس کے قائلین یہ "ائمہ ہیں" امام ابن شہین "خطیب بغدادی ابن مسعود سبکی "قرطبی" حب طبری اور ابن ہمام ابن شہین کے کلام سے ہم نے یہ مدعی ہیں حاصل کیا ہے کہ انہوں نے "حدیث زیارت کے لئے قائل قرار دیا ہے۔ اگر ابن کے نزدیک یہ موضوع ہوئی تو اس کا قائل قرار دینا ہرگز درست نہ ہو تا ہم نے اصولوں کو اپنی نظر رکھ کر اس کی ان تمام عقبتوں کو پرکھا ہے جو جلد (ابن موضوع کہنے والوں نے) نے جان کی ہیں۔ وہ تمام کی تمام غیر موثر ہیں اس لئے ہم نے وہ سب لوگوں کے قول (یہ ضعیف ہے) کو ترجیح دی ہے وہ اللہ

بزرگوں میں سے کہا یہ حدیث ضعیف ہے۔ موضوع نہیں اس کی موافقت و تائید متاخرین میں سے بعض کے عظیم محدثین حنفی شریعت میں ہمام طبری نے بھی کی ہے انہوں نے خطیب کی حد سے یہ حدیث اپنی کتاب مسودہ مصنفی فی مہلہ المصنفی میں ذکر کی اور اس کے ساتھ ائمہ کے۔

irrat-e-mustaqee

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس قدر اللہ تعالیٰ مہربان ہے۔

فاحببناہم وکذا لہما
لا یمان بہ فضلاً لطیفاً

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نور و والدہ دونوں کو اس نے زندہ فرمایا تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور یہ سنتا اعلیٰ افضل ہے۔

فاسلم فالقدیم بذاتہ قدیر
ولن کان الحدیث بہ ضعیفاً
(جو کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اگر اس میں وارد ہونے والی حدیث ضعیف ہے۔)

فصل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ دین خنیس پر تھیں۔

یہ قسم داکل من کے زندہ ہو کر ایمان لائے پر تھے میں نے ایک ایسی روایت بھی جو واضح کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی موت قریب ہی ہوئی تھی۔

۱۔ امام جوہر نے داکل منیہ میں بطریق زہری من سے ام سلمہ بنت ابی سلمہ نے روایت کیا ہے بیان کیا میں مرض وصال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس وقت ہاتھ ملایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم من کے سرخس کے منظر پر فرما تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا تو فرمایا:

رک اللہ فیک من غلام یا ابن النبی من حومة الحمام
(اے نبیوں کے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے کہ اس شخص کا بیٹا ہے جس نے
میں سے بہت پائی)

rat-e-mustaqee

بصاۃ من اہل سوام ان صبح ما بصرت فی المنام
(وہ سو اونٹ تھے مگر خواب کی تعبیر وہی ہو جائے)

فانت مبعوث الی الانام من عند ذی الجلال والاکرام
(تم لوگوں کی طرف رسول محمد ﷺ صاحب جلال و اکرام کی طرف سے)

انبث فی الحل و فی الحرم نبث بالتحقیق والاسلام
(تم حرم اور غیر حرم کے نبی ہو اور قسمیں اسلام اور حقائق دے کر بھیجا گیا)

دین لبیک البر ابرہام فاللہ لہاک عن الاصلام
(آپ کے والد ابراہیم کا دین اچھی بات ہے اور اللہ تعالیٰ نے بت پرستی سے منع فرمایا)

ان لاتوالیہا مع الاقوام

(تم لوگوں سمیت بت پرستی سے بچو)

پھر فرمایا ہر زندہ قادر یا پڑا اور تم چریں قادر بننے والی ہیں میں فوت ہو رہی
ہوں لیکن میرا ذکر بقی رہے گا میں خیر پھوڑے جا رہی ہوں میں نے پاک کو بتا ہے
اس کے بعد آپ فوت ہو گئیں۔ ہم نے بحث سے یہ اشارہ کئے۔

نبکی الفیاضۃ البرۃ لامنۃ ذلت الجمال العفة الرزینۃ
(ایک اور ایسی عفت و زہد اور وہ صاحب جلال اور عفت و زہد ہیں)

زوجة عبد اللہ والقرنیۃ لم نبی اللہ ذی السکینۃ
(ان کے شوہر عبد اللہ ہیں اور وہ صاحب مقام نبی کی ماں ہیں)

وصاحب المنبر فی المینۃ صارت لہی حفرۃا رہینۃ
(وہ نبی مہینہ کے صاحب خبر ہیں اور یہی اس قبر میں دفن ہیں)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ مذکورہ ارشاد گراہی اس پر تصریح ہے کہ آپ
موصوفہ توحید پر تھیں کہ وہ انہوں نے دیج ابراہیمی کا ذکر کیا اپنے بیٹے کی بطور نبی

rate-mustaqe

قوم کی اس میں موافقت نہ کرنا بیان کیا۔ کیا توحید اس کے علاوہ کوئی شے ہے؟ لفظ تعالیٰ کی ذات کا اعتراف اس کی الوہیت کو تسلیم کرنا اس کا کوئی شریک نہ بنانا اور حق کی مہدیت سے برات و فہم اس قدر گہرے جزا سے جزا اور توحید کا ثبوت بحث سے پہلے اور باہریت میں کافی ہوتا ہے باقی اس سے زائد تفصیلی چیزیں تو وہ بحث کے بعد کا مسئلہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک والد نے موت کے وقت اپنے بیٹے کو کہا تھا مجھے

جان کر راکھ جالینا پھر اسے ہوا میں اڑا دینا پھر کہا

لَنْ قَدْراً اللَّهُ عَلَىٰ يَعْنَبْنِي

اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے چھو پا لیا تو وہ مجھے

غضب دے گا

معاذ نے اس حدیث کے تحت فرمایا یہ کلمات اس کے عجم ایمان کے معنی میں کیونکہ اسے قدرت اہی میں کوئی شک نہ تھا ہاں اس سے جماعت تھی تو اس نے یہ ممکن کیا اگر وہ اس طرح کرے گا تو وہ بارہ لوہا نہیں جاسے گا اور نہ یہ ممکن کیا جاسکتا ہے کہ نیک باہریت کے تمام لوگ کافر تھے۔ ان میں جاشہ ایک ایسی پوری جماعت تھی جو دین حنیفی پر تھے اور وہ مشرک نہ تھے وہ دین ابراہیمی کے پیروں تھے اور وہ سب توحید پر مبنی تھے اور بن مویہ بن نضیل بن بن سلیم اور ورتہ بن نضیل حدیث میں ان تمام کو سوس اور چھٹی کہا گیا ہے اس میں کون سی برائی اور بدعت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایسے لوگوں میں شامل ہوں؟

یہ دین حنیفی پر کیوں تھے؟

آپ کہیں شامل نہ ہوں شاید کہ دین حنیفی رکھنے والوں کی اکثریت نے یہ دین اس لئے اختیار کیا تھا کہ اہل کتب اور کلاہوں سے انہوں نے بن رکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث کا وقت قریب آپکا ہے لہذا حرم سے انہیں گے اور ان کی یہ صفات ہو گئی۔

ir-at-e-mustaqee

وہ وسلم میں ذلک اکثر مدامعہ والدہ ماجدہ نے ان سے آپ ﷺ
غیر ہوا کے بارے میں زیادہ سن رکھا تھا

بوقت حمل و ولادت نشانیوں کا ظہور

انہوں نے بوقت حمل و ولادت ان آیات اور نشانیوں کا ملاحظہ کیا جنہوں نے ان
کو وحیِ نبی کی طرف ضرور راغب کیا۔ انہوں نے اس وقت دیکھا کہ ان کے جسم
سے نور خارج ہوا اس کی برکت سے شام کے محلات بھی انہوں نے دیکھے۔ (حدیث ۱۰۳۱)
سیدہ طہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کہنا ہے کہ حق صدر کے بعد خوف کی وجہ سے
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے پاس
لائی اور کہا مجھے ان پر شیطان کا خوف ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ
محترمہ نے فرمایا۔

کلا واللہ ما للشیطان علیہ ایما پر گز نہیں ہو سکا شیطان کی طرف
سبیل والدہ لکائن لاہنی ہذا سے کوئی غلو نہیں کیونکہ میرے بچے کی
شان (حدیث ۱۰۳۲) عظیم شان ہے۔

اور اس طرح کے دیگر کلمات بھی ارشاد فرمائے اپنے وصل کے سال منہ طہرہ
ماتھ لے گئیں اور وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہودی محنگر سنی
جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارے میں گواہی بھی تھی پھر وہیں
سے کہ لو میں تو راست میں آپ کا وصل ہو گیا۔ (حدیث ۱۰۳۳)

یہ تمام چھریں اعلان کر رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ اپنی
دنیا میں دینی جنبی ہی تھیں۔



سوال نہ تم کہے کہ جتنے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ تمہید پرست اور
دینی جنبی پر تھیں حالانکہ حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ

سے ان کے لئے اعتقاد کی اہمیت مآلی تو اہمیت نہ ملی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا قربان ہے میری والدہ تھمدی والدہ کے ساتھ ہے تو یہ دونوں مذکورہ بات
کے خلاف ہیں۔

جواب: تم یہ جواب دے سکتے ہو کہ یہ پہلے کا واقعہ ہے اور زندہ ہو کر ایسا کرنے کا
واقعہ بعد کا ہے اور وہ طبع ہے اور یہ منسوخ ہیں۔

لیکن اس کا کیا جواب کہ توجہ بہ موت بہر صورت طہاب کے معنی ہوتی ہے۔

سیوطی کا خوبصورت جواب

میں کہتا ہوں خوبصورت جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قربان
میری ماں تھمدی ماں کے ساتھ ہے "اس وحی سے پہلے کا ہے جس میں آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بنتی ہونے کے بارے میں شک کیا گیا جیسا کہ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حج کے بارے میں فرمایا میں نہیں پہنچا حج موسم تھا یا نہیں؟ لیکن
اہم حاکم اور ابن شاپین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے بارے میں وحی نازل ہونے کے بعد
فرمایا حج کو مکمل نہ دو کیونکہ وہ مسلمان قبل اسے ابن شاپین نے الفتح والنسب میں
حضرت سل بن سعد اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا انھوں نے
پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے بارے میں
تلاش نہیں کیا تھا ان تک ان کا قول نہیں پہنچا جو موت کے وقت انہوں نے کہا تھا یا
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضور نہ رہا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس
وقت پانچ سال کے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا چاہتے ہوئے کو سامنے
دیکھتے ہوئے فرمایا تھمدی ماں کے ساتھ ہے بہر صورت وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وآلہ وسلم کو ان کے مقام سے اٹھ کر دیا کیونکہ اس کی تائید حدیث کے آخری فقرہ کرتے

اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عرض کیا تو اس نے عطا فرمایا
 (الناسخ والمنسوخ: ۲۵۳)
 اس سے واضح ہو رہا ہے کہ ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو عطا فرمایا
 صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے درمیان اس معاملہ پر گفتگو نہیں ہوئی جو بعد میں
 ہوئی۔

استغفار کے عدم اقرار سے کفر لازم نہیں آتا

ربا استغفار کی اہلیت کا نہ ملنا تو اس سے حق کا کفر لازم نہیں آتا کیونکہ ابتداً
 اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقروض کا جتنا چاہئے اور اس کے استغفار سے
 منع فرمایا تھا مگر وہ مسلمان ہی ہوتا ہے اس کی نکتہ یہ بیان ہوئی ہے کہ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار فی القور قبول ہو جاتی ہے تو جس کے لئے آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے استغفار کر دی اور لہذا جتنا چاہا دی وہ جنت میں داخل ہو
 جانے کا مگر مقروض قرض کی نوائی تک اپنے مقام جنت سے محبوس و دور رہتا ہے
 جیسا کہ حدیث میں ہے۔

نفس المومن معلقة بدينه
 حسن بقضی
 مومن کا نفس قرض کی نوائی تک مقفل
 ہی رہتا ہے۔

تو رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی عہدہ بدھو دیگر وہ قہید پرست
 ہمیں جنت سے بے دخل میں ایسے امور کی وجہ سے رکی ہوں جو کفر نہ ہوں اس بات کا
 بخشنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کی اہلیت نہ دی جائے یہی نکتہ
 کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں اہلیت دے۔

ایک اور عمدہ جواب

حق وہاں اہلیت کا یہ جواب بھی دیا جاسکتا ہے کہ آپ بلاشبہ سوسہ ہمیں مکرر
 تک مقروض اہلیت کا معاملہ نہ پہنچا تھا اور یہ بہت بڑی اصل ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں
 زندہ فرمایا تاکہ بہشت اور تمام شریعت پر اہلیت لائیں مگر وجہ ہے کہ حق کے عہدہ کو جنت

irrat-e-mustaqee

الہیوم اکملت لکم دینکم
ان میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا
(الحائذہ ص)

قرآن کو زندہ کر دیا گیا اور وہ تمام باطل تعلیمات پر ایمان لائیں یہ سنی اور حقیقت
لایت ہی نہیں اور عہد ہے۔

فصل

تمام انبیاء کی مائیں موسیٰ ہیں

میں نے تمام انبیاء علیہم السلام کی ماں کے بارے میں حقیق کی ماں نے ان تمام
کو موسیٰ پلا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا بھی موسیٰ ہونا ضروری
ہے۔ اس کے بیان میں عقل و تحصیل دونوں ہیں۔

ان کا تفصیلی تذکرہ

تفصیل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا موسیٰ ہونا نص قرآنی سے
ثبوت ہے: طہ کا ایک کردہ اس طرف بھی گیا ہے کہ یہ بی تھیں کیونکہ سورۃ الانبیاء
میں ان کا تذکرہ نہیں ہے عقل ہوا ہے۔ حضرت اسحق علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ
قرآن میں ہے۔ بعض نے ان کے بارے میں کہا وہ بی تھیں کیونکہ ملاحکک نے ان
سے خطاب کیا حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی والدہ کا تذکرہ قرآن میں
ہے ان کے بارے میں بھی بی ہونے کا احتمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرماں مہرک ہے۔

ولو حینا الی ام موسیٰ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی۔

(القصص: ۱۰)

حضرت شیث علیہ السلام کی والدہ حضرت حواء علیہا السلام تمام انسانوں کی ماں ہیں
ان کے بی ہونے کا بھی قول موجود ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت
ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان پر اسطرح آثار شہد ہیں اس طرح حضرت یعقوب

at-e-mustaqe

بعض مفسرین نے حضرت اربع علیہ السلام کی والدہ کے اعلان کی تصریح کی ہے
 کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

رب اغفر لی ولوالدی
 اے میرے پروردگار مجھے بخشنے اور
 میرے والدین کو

اہم کہانی نے اس نبوت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے والد سے ملے کہ حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی کافر نہ تھا۔ پھر ایک بار قول ذکر کیا کہ ابن کے والدین کافر تھے۔

میں کہتا ہوں پہلا ہی قول درست ہے مذکورہ روایت کو ابن مسعود نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ثوبان علیہما السلام کے درمیان تمام اہل اسلام تھے۔ ایک بار وہی جماعت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ کے اعلان کی تصریح کی ہے۔ ابن عباس نے اٹھوا لہجہ میں تفسیر سورۃ ابراہیم میں اس کو ترجیح دی ہے ابن کاسم گراہی نو ما ہے یہ (رفیخشد بن سلام بن جراح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ابن عباس کا بیان کہ ابن مسعود نے حقیقت میں کیا ہے۔

$$c = \sqrt{2} \ln 2$$

ہام حاکم نے متدرک میں روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اسرائیل کے چھوٹے بیٹے ہام نے حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت عمر سلمیٰؑ علیہ السلام کو اسرائیل کی اولاد ہام کے نام موسیٰ تھے ابن عباس کوئی راوی نہیں بلکہ حضرت جینی علیہ السلام کی شریف توری ہوئی تھیں کیا تھا۔ انہوں نے کفر اختیار کیا تھا۔

irrat-e-mustaqee

امرائیل کے حکم انبیاء کی مائیں سو من گھڑی ان میں مجھنی علیہ السلام کے بعد کوئی
کی سمجھت نہیں ہوا۔

حضرت اسماعیلؑ حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ علیہم السلام کی بیٹوں کا ایمان
ثابت ہے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی والدہ کے ایمان کا تذکرہ ہو چکا
ہے۔

باقی حضرت سمودؑ حضرت صالحؑ حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ علیہم السلام کی بیٹوں
کا مسئلہ تو ان کے ایمان پر نقل یا دلیل کی ضرورت ہے۔ اللہ کی قسم سے ان کا
ایمان ہی ظاہر ہے تو اس استدلال سے حکم کا اہل ایمان ہونا ثابت ہو گیا جس میں راز
یہی ہے کہ وہ خصوصی نور کا مشاہدہ کیا کرتی تھیں جیسا کہ حدیث میں اس کا تذکرہ
ہو چکا ہے۔

اب تیسری دلیل

ذکورہ گفتگو سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے روزِ قیامت نہ ہونے،
دینِ نبینی پر ہونے اور زندہ ہو کر ایمان والے پروردگار کی آپسجے۔ اب اس سے تیسری
دلیل بھی ملے گا یہ ہے کہ آپ اہلِ شہادت میں سے تھیں اور اہلِ شہادت کے بارے میں
اہلِ بیتِ سہاف و مشور ہیں لہٰذا قبلی کا فرض ملے گا اسی ہے۔

وما کننا معذبین حتیٰ نبعث اور ہم کسی کو عذاب میں دیتے ہیں
رسولا (الاسراء: ۷۵) تک کہ ہم رسول بھیجیں۔

صاحبِ مرتبہ قرآن نے اپنے والدِ امین جوڑی سے حدیثِ سابق کے تحت نقل کیا
لہٰذا قبلی کا قرآن ہے "اور ہم عذاب نہیں دیتے ہیں تک کہ ہم رسول بھیجیں" تو ایک
محکمات کا دلیل ہے کہ

واللہ اعلم لم یبلغ لہادہ ولما
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولین
کو دعوت دیں نہیں پہلی قرآن کے ذریعہ
کوئی مکہ نہیں۔



چوتھی دلیل

چوتھی دلیل یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں ہے ابو سب کو طاب میں دیکھا گیا تو اس
نے مجھے موت کے بعد کوئی خبر نہیں ملی سوائے اس کے جو قریش کی آزادی کی وجہ
سے مجھے پھینکا جاتا ہے۔ قریش ابو سب کی لوطی قحی اس نے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس
نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا جب ابو سب کو اس کی آزادی کی وجہ
سے طاب میں تحقیق ہو رہی ہے حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
شریعتِ ہدایت رکھتا تھا جس کی وجہ سے وہ شریعتِ طاب میں جتنا تھا

فما ظنک بمن حملته فی
بطنہا تسعة شہور ورضعتہ
ایاماً ورنہ سنین وہی لہ
تو تمہارا اس عقلمن کے بارے میں کیا
خیال ہے جس کے بطن میں نو ماہ آپ
ﷺ تحریک فرما رہے اور انہوں
آپ ﷺ کو کئی ماہ دودھ پلایا
اور کئی سال تربیت کی اور وہ آپ
ﷺ کی ولادت باہرہ ہیں۔



پانچویں دلیل

ابن ہوزی نے سند کے ساتھ بیان کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مہوی
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرائیل امین میرے پاس آئے اور کہا
اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے میں نے تجھی اس طلب پر آگ حرام

irrat-e-mustaqe

کونوں سے جس نے اس پر ایمان لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین فرما رہے ہیں کہ
جس نے کلمت کی طلب سے مراد قبول کیا ہے اس کی مراد سیدہ آمنہؓ اور اس کے مراد ہیں
ابو طالب اور کمال بنت اسد ہیں۔ انی عروزی کہتے ہیں اس کی سند وہی کچھ ہے جو 7
دیکھ رہا ہے ابو الحسن طوسی نقلی راوی ہے۔

میں نے کہا کمال بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایکن لائیں، صحابیہ ہیں بلکہ ہجرت
کرنے والی ہیں۔ (الموضوعات: 213-214)

فصل

من لوکل؟ جب ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دھڑلے کو چینی طور پر
دروزی کہتے ہیں اور یہ دلیل دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرما "میری
میں تسکین ملے کے ساتھ ہے" اس طرح فرمایا "تیرا دلہ اور تیرا دلہ آگ میں ہے اور
اس طرح کی دیگر روایات اور ان کے متعلق روایات کو کلیتہً مسترد کر دیتے ہیں۔

اس مسئلہ کی ایک بہت خوب نظیر ہے جس میں لوگوں کا اختلاف ہے اور وہ مشرکین
کے بچوں کا معاملہ ہے متعدد احادیث میں اس بات پر اجماع ہے کہ وہ آگ میں ہیں
بہت کم احادیث میں ہے کہ وہ جنت میں ہیں جسود علماء نے جنتی ہونے کو صحیح قرار دیا
ہے۔ ان میں سے امام نووی فرماتے ہیں مذہب صحیح اور علماء جس پر تحقیق ہے وہ یہاں
ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک فرما ہے۔

وما کنا معاذبین حتیٰ نبعث رسولاً اور ہم کسی کو طالب نہیں دیتے یہی
(ماہر) تک کہ ہم رسول بھیجیں

جب دعوت کے نہ پہنچنے کی وجہ سے ہر شخص پر طالب نہیں تو فی الواقع ہر طریق
لوکل طالب نہ ہو گا امام نووی کے علاوہ محدثین نے فرمایا بچوں کے بارے میں جو
احادیث دروغ ہیں وہ منسوخ ہیں جنتی احادیث سے یعنی یہ اس کی طرح ہیں اس صحیح کو وہ
روایت واضح کرتی ہے جسے امام ابن عبد البر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
نقل کیا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

irat-e-mustaqee

شرکاء کے ہونے کے بارے میں پہلے فرمایا وہ اپنے آپ اس سے ہیں۔ کھارہ کی
دفعہ پر چھوڑ فرمایا ان کے حوالے سے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اسلام کے تحسین
انعام نازل ہونے کے بعد پر چھوڑ یہ کہتے نازل ہوئی۔

ولانزروا قررة و زرا اخیری
اور کوئی یوحہ اعلیٰ دلی جان دہ سرے کا
الاسرہاء ہا یوحہ نہ اعلیٰ کی۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فطرت پر یا فرمایا وہ جنت میں ہے تو یہ
روایت واضح کر رہی ہے کہ دوزخ دلی روایات منسوخ ہیں اس طرح وہ روایات
(ناتواقی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین دوزخ میں ہیں) منسوخ ہیں
ان کا علاج یا تو زندہ ہو کر ایمان لانا ہے اور اس وحی کا نزول کہ اقل فطرت پر خطاب
نہیں ہوگا بچوں کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ
ی بہتر جانتا ہے ہم ان پر کوئی غم بخند نہیں کر سکتے۔

ام شافعی اور آئمہ سے یہی حقیقت ہے کہ کنگ بخاری و مسلم کی روایت میں
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بشریکین کے بچوں کے بارے میں عرض کیا تو فرمایا
اللہ اعلم بما کانوا عاملین
ان کے اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ
بہتر جانتے ہیں۔

اس کا مضمون یہ ہے کہ جن کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو ایمان
لانا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ زندہ رہنے کی
صورت میں کفر اختیار کرنا اسے دوزخ میں داخل فرمائے گا
اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں کہا جائے گا
ان کا بہت زیادہ احترام کیا جائے گا اگر وہ بہشت پہنچ گیا ہو یا نہیں رہے۔ تو ایمان لانے
میں سہلت کرتے اور وہ اس طرح اقل جنت ہوتے۔

شرکیں کے بچوں کے ہاتھ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آخرت میں ان کا اسحق ہو گا جو عصمت کسے گا وہ جنت میں اور جو باغی ہو کسے گا وہ دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا امام باقی نے اس کو صحیح کہا اہل ثنوت کے حوالے سے بھی بیحد اسی طرح کی احادیث وارد ہیں۔

۱۔ امام برادر اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا روز قیامت چار گویوں کو لایا جائے گا بچہ 'پاکل' نیک ثنوت میں فوت ہونے والا 'مغفل' قوم اپنی دلیل پیش کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو فرمائے گا آج سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اور فرمائے گا میں نے اپنے دیگر بھائی کی طرف رسول بھیجے مگر تسلیٰ طرف میں خود رسول تھا اس میں داخل ہو جاتا جس پر شکوت نکلی ہو گی وہ کسے گا اسے وہب کیا ہمیں تو اس میں داخل کر دیا ہے حالانکہ ہم علم ہی نہیں دیکھتے تھے؟ اور جس پر سلطت نکلی ہو گی وہ اس میں جلدی سے کود پڑے گا اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا تم نے میری باغیابی کی تم نے میرے رسولوں کی اس سے کہیں بڑھ کر باغیابی کسے تو ایک طبقہ جنت میں جبکہ دوسرا دوزخ میں جائے گا۔

۲۔ امام احمد اور ابن راضیہ نے مسند میں اور باقی نے کتاب الامتداد میں صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت مسود بن سرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار گویوں کو روز قیامت جنت پیش کریں گے ایک وہ شخص جو ہوا کا سراو ہو اسحق تھا تیرا خلعت بوزخا اور جو تھا نیک ثنوت پر فوت ہونے والا۔ تو جو ثنوت میں فوت ہونے والا وہ گاؤں عرض کسے گا میرے پاس تھا رسول نہیں آیا تو اس سے عصمت کا عندیہ لے کر اسی کی طرف رسول بھیجے گا جو اسے آج میں داخل ہونے کا حکم دے گا تو ان میں سے جو آج میں داخل ہو جائے گا اس میں وہ گل و گلزاریں جائے گی اور جو داخل نہ ہو گا اسے اس میں پہنچا دیا جائے گا۔ (مسند احمد ص ۶۴)

۳۔ امام ہزار نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فترت میں فوت ہونے والے امتیاز اور بچے کو لایا جانے کا فترت میں فوت ہونے والا کے کا میرے پاس نہ کتب آئی اور نہ رسول امتیاز کے کا مجھے تو نے عقل نہیں دیا کہ میں خیر یا شرکی پہچان کر سکوں" بچے کے گامی نے عمل کا دوری نہیں پایا، من کے سامنے آگ لائی جانے کی من سے کہا جانے گا اس میں چلے جاتو وہ اس میں چلا جانے کا جس کے بارے میں اللہ کے علم میں عظمت تھی اگر وہ عمل کا دور پانک اور وہ رک جانے گا جس کے بارے میں اللہ کے علم میں عظمت تھی اگر وہ عمل کا دور پانک۔

۴۔ امام ہزار نے ہی حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پشتوں پر ہاتھ کو اتار کر لائیں گے من کا رب من سے پرستے کا قہر کہیں گے ہم تک تھرا رسول اور میرے انعام نہیں پہنچے اگر کوئی تھرا رسول آجاتا تو ہم انعام کرتے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں یہی نہیں کوئی ہم دونوں تو انعام کر گئے۔

۵۔ طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت سعید بن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کیا اس سلسلہ میں اور بھی احادیث موجود ہیں ایسے مسائل میں یہ صحابہ ہیں۔ فقہاء نے انہی پر اصول وضع کرتے ہوئے کہا: "فترت میں سے کسی پر روزہ نہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا بلکہ وہ حیات الہی کے ساتھ حلق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مراد ہے کہ اہل جاہلیت کے بت پرستوں کا معاملہ یہ ہو گا تو جن سے بت پرستی ثابت نہیں تو ان کا معاملہ تو بطریق لائق لیا ہوا ہے۔"

مفسر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھڑی سے اہل جاہلیت کی طرح بت پرستی پر کز جہت نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی اہل سے ثابت نہیں بلکہ ثابت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اہل سے بت پرستی کی نفی ہے جیسا کہ منقول آ رہا ہے۔

irrat-e-mustaqee

ان اعلیٰ سے ان کے دل کا قتل بھی ہو جاتا ہے کہ موت کے بعد ایمان تلخ نہیں رہتا جب اہل فترت کو آخرت میں ایمان تلخ اسے رہا ہے حالانکہ وہ دار حلیف نہیں اور انہوں نے دوزخ کا مشاہدہ بھی کر لیا تو زندہ ہو کر دنیا میں آتا اور ایمان لانا بطریق اولیٰ تلخ ہو گا اگر دنیا میں زندہ ہوا حلیم نہ کیا جائے تو ان کے ہارے میں یہ عقیدہ دکھا جائے گا کہ روز قیامت ایمان کے وقت انہیں اعلیٰ نصیب ہو گی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خوشی نصیب ہو۔

(افضل)

ایک اہم نکتہ

مجھ پر ایک بہت سی اہم نکتہ نکلا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔
ولا تزر ورة و زر اخری و ما اور کوئی بوجھ اٹھائے دلی جان دے دے کا
کنا معذبین حتیٰ نبعت بوجھ نہ اٹھائے گی اور ہم طاب کرنے
رسولا **الاسراء** والے میں جب تک رسول نہ بھیجے

رہے۔

یہاں دو جملوں کو اکٹھا کیا گیا ہے پہلے کا قتل مشرکین کے بچوں کے ساتھ ہے جب یہ قتل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا کہ وہ جنتی ہیں حالانکہ پہلے لکھا تھا وہ دوزخی ہیں جیسا کہ حدیث مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آچکا ہے۔ دوسرے جملہ کا قتل اہل فترت سے ہے اہل فترت اور بے علم طاب میں وہ امور میں شریک ہیں۔

۱۔ انہیں دعوت نہیں پہنچی بچوں کو یہاں اصل میں ظاہر ہوا کہ اگر وہ اہل فترت تک کوئی چیز پہنچی نہیں۔

۲۔ وہ مصلحت نہیں اور وہ بچوں کا بلوغ ہوا ہے اور اہل فترت کے ہارے میں شریعت نے کہا دعوت پہنچے بغیر ان پر کوئی غم نہیں ہو گا۔

اس لئے دونوں جہلوں کو ملا دیا اور قرآن کریم کے اسرار و رموز کے عجائبات میں سے ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے جملے کے پیش نظر فرمایا اہل فترت کا آخرت میں استحسان ہو گا انہیں فی ظہور مذہب نہیں ہو گا مگر پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداً انہیں غمزدہ نہ کیے تھے جس کا قصداً ان کا دوزخی ہونا تھا تو دونوں (بچے اور اہل فترت) کے بارے میں پہلے اطلاق ایک ہی تھی۔ دونوں کے بارے میں دو جملے نقل ہوئے تو اس کے بعد بھی دونوں کے بارے میں ایک ہی رائے سامنے آئی وہ ہے کہ انہیں مذہب نہیں ہو گا۔

لام لودی اور محققین نے بچوں کے بارے میں اسے صحیح قرار دیا۔ دوسرے لوگوں نے کہا نہیں بچوں کا بھی استحسان ہو گا۔ اہل سنت کا اہل فترت کے بارے میں جتنی موقف میں سامنے آیا ہے کہ ان کا استحسان ہو گا تو آپ یہ بتا دیتی ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھریج کرنا کہیں کو مذہب نہیں ہو سکتا بچوں کے بارے میں اختلاف ہوا ان میں بھی صحیح یہ ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نسبت کو اس پر کھول دیا کہ اہل فترت ہر مذہب میں جگہ ان کا استحسان ہو گا اس پر وہ روایت شہد ہے جسے لام عبد الرحمنؓ، ابن جریرؓ، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، روز قیامت اللہ تعالیٰ اہل فترت 'اصح'، 'برے'، 'گمراہ' اور بہت پرزے جنہوں نے اسلام میں پناہ انہیں منع فرمائے گا پھر ان کی طرف رسول بھیجے گا تو جسے فتنی نصیب ہو گی وہ لاعلمت کہے پھر لودی حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بطور استدلال تم یہ آیت کہہ عداوت کر سکتے ہو۔

وما کانوا معذبین حتیٰ نبعث لہم ذمہ مذہب کرنے والے نہیں جب رسول لا (الاسراء ۷۵) تک رسول نہ بھیج دیں۔

اس روایت کی سند بخاری و مسلم کے شرائط پر ہے اور انکی بات صحیح 'اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے لہذا یہ مرفوعہ کے حکم میں ہے۔ (مباح طہان مستحب)

rat-e-mustaqee

قبل از دعوت لوگوں کے بارے میں اہل سنت کا موقف

اہل اصول نے عقلی طور پر بیان کیا "مجموعہ کا شرعی طور پر لازم نہیں ہوتا ہے" معجزہ کا اس میں اختلاف ہے شیخ انصاری دنیویہ نے کہا "مجموعہ سے مراد ہمارا کامیابا نامور لواحق مشاکرہ دنیویہ سے اجتناب ہے۔

ابن سنی سے "شرع فقہر ابن سنی میں لکھا ہوا ہے بعض اصحاب نے "شرع" معنی "قفل کبر" ابن سنی پر یہ اور تفسیر ہو چلا ہے معجزہ کی موافقت کی ہے لیکن تفسیر ہو گیا عقلی نے التفسیر میں "اسلام" اصول میں شیخ ابو حلیہ جعفری نے "شرع" معجزہ کے ساتھ موافقت کرنے والوں کے بارے میں یہ طور بیان کیا ہے کہ "ان کا علم کام میں معجزہ ہوتا ہے انہوں نے معجزہ کی کتب کا مطالعہ کیا انہیں ان کا یہ جملہ "مجموعہ کا شرع" معجزہ ہے "یہاں تک کہ ان کی موافقت کر دی گئی کہ ہم جانتے ہیں وہ ہرگز معجزہ کا ساتھ دینے والے نہیں اور نہ ہی ان کے معجزہ پر وہ معجزہ ہیں۔ ابن سنی نے کہا یہ کام قفل کبر کی جھوڑ کر چھوڑ کر کہ وہ علم کام کے نام ہیں یہ ہوا کہ پہلے وہ معجزہ تھے انہوں نے یہ بات کہی لیکن بعد میں انہوں نے معجزہ سے رجوع کر لیا تو اس سے بھی ان کا رجوع حجت ہو جائے گا۔

ابن سنی نے یہ بھی کہا "مجموعہ کے کھدے دعوت نہ پہنچے والوں کا مسلک بھی صحیح ہو گیا ہے۔ ہمارے نزدیک وہ عقلی فہم ہو گئے ان کے ساتھ دعوت اسلام سے پہلے جملہ ہوتے نہیں اور نہ کلام اور نہ لازم ہو گی لیکن کج قول کے مطابق ان کے کلام پر تفسیر نہ ہو گا کہ عقلی معجزہ نہیں۔

یہ مہارت اہل فہم کے عقلی ہوئے "دعوت" میں داخل نہ ہونے اور جنت میں داخل ہونے پر شبہ ہے بلکہ اس میں معجزہ کا اطلاق نہ ہو گا۔

افصل

ہم نہ سنی نے "شرع" معجزہ میں "مجموعہ" معجزہ میں "قرآن" سے

irat-e-mustagee

میں داخل کر رہے۔

۱۔ اے قتیل کا ارشاد گراہی ہے۔

وما كنا بمعنيين حتى نبعث
رسولا (الاسراء: ۵۵)

اور ہم طاب کہنے والے نہیں ہیں
تک رسول نہ بھیج لیں۔

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔

فالک ان لم یکن ربک مهلک
القری بظلم واهلها غفلون
(الانعام: ۱۳۱)

یہ اس لئے کہ جو آپ ہستیوں کو علم
سے چھ نہیں کر سکتے وہ کافر تھے۔

یعنی ان کے پاس رسول اور شریعتیں تھیں۔

۳۔ تیسرا فرماں پاری قتیل ہے۔

ولولا ان نصیبهم مصیبة بما
قلعت ایدیهم فیقولوا ربنا
لولا ارسلت الینا رسولا
فنتبع آیتک ونکون من
المؤمنین
(القصص: ۲۷)

اور اگر نہ ہوتا کہ بھی پہنچی انہیں کوئی
صیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں
نے آگے بھجوا تو کہتے اے ہمارے رب
تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی
رسول کہ ہم تجری آیتوں کی پیروی کرتے
اور ایمان لائے۔

میں کہتا ہوں کہ ان نبی عالم نے تعمیر میں اس آخری کے تحت حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لقد خُفرت میں فوت ہونے والا عرض کرے گا اے میرے رب بھروسے پاس نہ کہیں
آئی اور نہ رسول بھلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

ir-at-e-mustaqee

فَتَّبِعْ آيَتِكَ وَتَكُونُ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ (الفصل ۱۳۷)

اٹھاری طرف کوئی رسول کہ ہم تجھی
آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لائے۔

اس خطے میں یہ آیات بھی شامل ہیں۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكُ الْقُرَى
حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا
يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا
مُهْلِكِي الْقُرَى إِلَّا وَأَهْلُهَا
ظَالِمُونَ (الفصل ۱۳۸)

اور تمہارا رب تمہیں کو ہلاک نہیں کرے؟
جب تک ان کے اصل مروج میں رسول
نہ بھیجے، نہ ان پر اٹھاری آیتیں پڑھے اور
ہم تمہیں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جب
کہ ان کے ساکن ظلم کر رہے ہوں۔

ہری قتل کا یہ بھی فرمان ہے۔

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِهِ
لَقَالُوا إِنَّا بِلِسَانِكُمْ سَوَّلَا
فَتَّبِعْ آيَتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نُنْزِلَ
وَنُخْرِجَ (الفصل ۱۳۹)

اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک
کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو
خدا رکھتے اے ہمارے رب تو نے اٹھاری
طرف کوئی رسول بھیج نہ بھیجا کہ ہم
تجھی آیتوں پر چلتے چلے اس کے کہ دلیل

دروسا ہوتے۔

ہم جن جن مائیں انہیں مہار کے تحت حضرت علیہ رضی سے نقل کیا زندہ
فخرت میں فوت ہوئے وہاں عرض کرتے گا اے میرے رب میرے پاس نہ کلمہ کلی
اور نہ رسول پھر انہوں نے یہ آیت مہار کے عکس کی۔
انہی قتل کا ارشاد گراہی ہے۔

irrat-e-mustaqee

بصطرح بخون فیہا رہنا اور وہ اس میں چلتے ہوئے۔ اسے
 اخرجنا نعمل صالحا امارے رب ہمیں نکل کر ہم اچھا کام
 غیر الذی کنا نعمل اولم کریں اس کے خلاف ہو پہلے کرتے تھے
 نعمرکم ماہندکر فیہ من اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی
 تذکر وجاہکم النذیر جس میں کچھ لپٹا تھے سمجھتا ہوں اور دار
 (الفاطر ۷-۳) ملنے والا تمہارے پاس تحریف والا حد

لام ابن ابی حاتم نے اس آیت کے تحت حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل
 کیا ہے کہ خلاف مراد رسولان کرام کی وجہ سے جنت پیش کی جلتی کی۔
 باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔

رسلاً مبشرین ومنذرین لئلا رسول فرخندہی وسیقہ اور دار ملنے کو
 یکون للناس علی اللہ حجة رسولوں کے بعد اللہ کے پہلی لوگوں کو
 بعد المرسل وکان اللہ عزیزا کوئی غور نہ رہے۔ اور اللہ غالب حکمت
 حکیم (النساء ۱۷۵) والا ہے۔

لام ابن جریر "ابن ابی حاتم نے سدی سے اس آیت کے تحت نقل کیا کہ وہ لوگ
 کہیں گے تو نے ہماری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا۔ (ابن جریر ۱۰۰۰۰)

اہم سوال و جواب

اگر اعتراض ہو کہ اہل فرت کو ہی لوگوں کے علم میں شامل کیے کیا جلتے جنہیں
 دعت نہیں پہنچی اور ہشت سے پہلے تھے کیونکہ اس دور میں یہودیوں اور مسیحیوں
 طبعاً اسلام کی شریعت سمجھتے تھے؟

جی ہوتا گزارش کرتا ہوں بہت سے دلائل شہد ہیں کہ عرب اس شریعت کے
 مطلب نہ تھے اور نہ ہی اس کے احکام کی بھانوری کے یہ مطلب تھے یہی وجہ ہے کہ
 اہل فرت کے ہمارے میں صراحۃً اعلیٰ داند ہیں اگر وہی مراد ہشت سے پہلے کے

لوگ ہیں تو پھر کسی رسول کا دنیا میں آنا ہی نہیں ہو گا کیونکہ ایسے لوگوں کا وجود محال ہے اس لئے جو دور فترت ہے اس سے پہلے پیدا کریم علیہ السلام تک ہی ہیں وہ خود اول انبیاء ہیں اور ان سے پہلے ہر قہاقی نہیں 'قرآن کریم بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے۔

وہذا کتاب انزلناہ مبرک
فاتبعوہ واتقوا لعلمکم
نرحمون ان تقولوا انما انزل
الکتاب علی طائفتین من
قبلنا ولن کنا عن دلائلہم
لغفلین

اور یہ برکت والی کتاب ہم نے انہری تو
اس کی پیروی کرو۔ اور پرہیزگاری کرو
تاکہ تم ہر دم ہو۔ کبھی کو کہ کتاب تو
ہم سے پہلے نہ گزری ہو، اتنی تھی۔
اور ہمیں پڑھنے 'پڑھانے کی ہر خبر نہ
تھی۔

(الانعام: ۱۰۵-۱۰۶)

ہم ابن ابی حاتم ابن منذر اور ابو اسحاق نے یہاں سے مذکور آیت کے تحت نقل کیا
یہود و نصاریٰ نے کہا وہ دہراتے ہیں کہ قریش انہیں یہ کہیں۔

اس سے وہ امراض ختم ہو جاتا ہے کہ شرع مسلم میں اسی حدیث کے تحت ہے
ان لم یس ولباک فی النار
میرا باپ اور میرا باپ آگ میں ہے۔
کہ اہل جاہلیت پر دعوت نہ پہنچنے والوں کا حکم جاری نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان سے
پہلے پیدا کریم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی دعوت موجود ہے۔ یہ جاری کیوں نہیں
کیا جاسکتا بلکہ سبقت حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت میں ہے۔

فان کان یوم القیامۃ جاء اهل
الجبلیۃ یحملون لوتائم علی
ظہورہم

روز قیامت اہل جاہلیت اپنے جہنم کو
پشتوں پر اٹھائے آئیں گے۔
(المعارج: ۲۰)

اور پھر جبہ صدر میں ہوا جس میں آگ کا تارک ہے۔
تو یہ روایات زیر بحث مسئلہ میں نفس کا درجہ رکھتے ہیں اور جبہ حدیث کے اہل

کون ہو گئے؟

لام رافقی اور تین سوال

لام رافقی نے "ابروفہ" میں لکھا جس کو اردو ہی سلی لٹرے طبع و نگار و مسلم کی دعوت نہیں پہنچی اسے دعوت اسلام اور پیغم کے بغیر قتل کرنا جائز نہیں مگر کسی نے ایسے شخص کو قتل کر دیا تو اس پر جہاد منان لازم ہوگی۔ کیسے حقیقت نہ ہوگی اس کی جسے دعوت نہیں پہنچی اور وہ ایمان نہ لایا رہا سچلے کھلے کافر وہ تو بلا ہتھیار لازم ہوتا ہے۔ یہ ہر ایسے لوگوں کے تین سوال ہیں۔

۱۔ جسے کسی نبی کی اصلاً دعوت نہیں پہنچی، صحیح قتل کے مطابق اس کا قصاص نہ ہو گا بلکہ قتل لازم کرتے ہیں کیا گمراہی دہی یا مسلم کی صحت لازم ہوگی اور قتل میں اس پر سزا قتل ہے۔

۲۔ کسی دین کو مانتا ہے نہ اس نے تبدیلی کی اور اسے اس کے کچھ خلاف پہنچا اور اس قتل پر قصاص نہیں، بعض نے کہا مسلمان دہی صحت یا اس دین والے کی صحت کے مطابق لازم ہوگی جن دونوں میں وہ سراسر اس ہے۔

۳۔ یہ ایسے دین کے قاتل تھے جو تبدیلی ہو گیا لیکن اس کے خلاف کچھ نہ پہنچا تو اب قصاص نہیں اور اس قتل کے مطابق صحت گمراہی لازم ہوگی۔

کیا ایسے لوگ موجود ہیں؟

یہ ممکن نہیں کہ ایسے لوگ اطراف زمین پر موجود ہوں جنہیں یہ بات اصلاً نہ پہنچی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کرم طبع اسلام کے وقت سے لے کر کوئی ہی مہوت ہی نہیں فرمایا، حالانکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور ان کے واقعات لکھتے ہی معروف ہیں اگر صرف حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت ہی جوتی تو وہ سارے نو سو سال اس زمین پر اچھٹ پڑے رہے اور طوفان کیا اس نے تمام نسل زمین کو قتل کر دیا اگر

ہر مطلق کسی نبی کا وجود تسلیم کریں تو ایسے لوگوں کا وجود ممکن ہو جائے گا اور وہ تمام
 کے بارے میں یہی حکم ہو گا کہ وہ امتحان کے بغیر تمام کے تمام درجہ میں جائیں گے۔
 ملائکہ اہل شہادت کے بارے میں احادیث مجیدہ ثابت و مقبول ہیں۔

مزید وضاحت

اگر آپ کہیں کہ مسئلہ خوب واضح نہیں ہوا "مزید وضاحت فرمادیں" میں کہتا ہوں
 چند امور ہیں: حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بعد دہشت و نڈک پیدا
 ہوئی ہے، عربوں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا ان
 دونوں کے دین میں تبدیلی آچکی تھی، نڈک طویل ہوا کیا اور ان کی شریعت صحیح نقل
 کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ لوگ اسی متہل اور خفیہ شریعت میں رہے حتیٰ کہ لوگ
 پیدا ہوئے تو اسے ہی پاتے انہوں نے دین ابراہیمی کو حقیقتہً نہیں پلا اور نہ ہی
 ایسے تھے کہ جو انہیں صحیح فریاد تھا تو ایسے لوگوں پر یہ بات معلق آئی ہے کہ انہیں
 دعوت نہیں پہنچائی رہی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی
 نصیحت کو غیب محسوس کیا اور کہا یہ نیا دین ہے آئے ہیں جو پہلے معروف نہیں
 انہوں نے یہ کہا

لَٰكِنَّا كُنَّا لَشَيْءٍ مُّجْتَابٍ مُّطَّلَقٍ
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 عَلٰی اٰلَہٰكُم لَٰكِنَّا كُنَّا لَشَيْءٍ مُّجْتَابٍ
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 اِس میں اس کا کوئی مطلب ہے۔ یہ تو ہم
 نے سب سے چھپے دہی غمراہیت میں
 (میں غناء)

وہ جسے اسلام ہے ہے کہ انہوں نے لکھ

لنا وجہنا آباءنا علی لمة وانا
عی آثارہم مقتلون

(الزحرفہ ۳۲)

اگر میں کے پاس انبیاء عظیم اسلام کی صحیح حالت میں دعوت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو پہچان لیتے کہ یہ انہیں کے مطابق بنائی ہو ہے اہل کتب کی شہادت کی بنا پر بہت سے عربوں نے اسلام قبول کر لیا ان کا کفر مبالغہ اور اس کی عیبت کا انکار نہ تھا نہ ہی وہ جن کے ہارے میں خالق و مدد ہونے کا دعویٰ کرتے تھے جیسا کہ نمود اور اس کی قوم نے کیا بلکہ وہ العیبت کا اقرار کرتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم کے خالق و مدد ہاتھ تھے جیسا کہ قرآن پوری تصدیق ہے۔

ولئن سألنہم من خلقہم اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کون
لیقولن اللہ (الزحرفہ ۵۱) نے پیدا کیا تو خود کہیں گے اللہ نے
ہاں یہ عقیدہ رکھتے کہ بت اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی فصاحت کریں جیسا کہ
ارشاد فرماتا۔

ماعبہم الا یقر بونا الی
اللہ زلفی الزمر ۳۰

وہ کہہ رہے تھے۔
لیبیک لاشربیک لک میں حاضر ہوں تم کو اپنی شریک نہیں مگر
لاشربیکا ہولک نملکک وما ایک شریک جو تمہاری ہے تو اس کا بھی
ملک ہے اور اس کا بھی جس کا وہ ملک

irat-e-mustaqee

وما يؤمن أكثرهم بالله إلا وهم مشركون (يوسف: ۱۰۶)
اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے۔

اس سے واضح ہو گیا کہ کلمہ پاری قتل کے ساتھ شرک کا قاتل کے دہرہ پاری قتل کا انکار قتل اور یہ سارا کلمہ ان کی حق تعلیمات سے جہالت کی وجہ سے قاتل انتہاء لے کر تحریف لاتے تھے اور وہ ان تک صحیح طور پر نہ پہنچ سکا تھا لہٰذا قتل کا یہ ارشاد کراہی واضح کر رہا ہے۔

باللہ الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر و نذیر
اے کتب دلوں پر ایک کتاب ہے جسے رسول تعریف لاتے کہ تم پر
اے کتب انکم ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا کلام حق نہ رہا تھا کہ
بھی گو کتابے پاس کوئی خوشی اور دار

(المائدہ: ۸۰) ملنے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور دار

ملنے والے کتابے پاس تعریف

لاتے

بب اللہ قتل نے اہل کتب کو مسترد سمجھتے ہوئے عزت کے بعد رسول بھیجا تاکہ ان پر تعلیمات کو واضح کرے اور ان کے پادریوں نے بدل دی اور پھیلا دی تھیں تاکہ اہل کتب یہ نہ کہہ سکیں۔

ما جاءنا من بشیر ولا نذیر کہ کتابے پاس کوئی خوشی اور دار ملنے
(المائدہ: ۸۰) والا نہ آیا۔

حاکم اہل کتب شریعت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے عالم تھے۔ انہوں نے اپنے جہوں کی تحقیر کرتے ہوئے اس میں تبدیلیوں کو قبول کر لیا تھا اور اب وہ حق اور

ہاں میں اختیار کرنے کے حق میں رہے تھے۔

فما ظنک بالعرب الامیین
لیسوا لعل الکتاب ولا یعرفون
اب تمہارا میں عربوں کے بارے میں کیا
میں ہو گا جو ای تھے نہ وہ حق کتاب
تھے بلکہ جانتے نہ تھے کتاب کیا ہوتی
الکتاب

ہے۔

لام نووی کے کلام کا صحیح مفہوم

شرح مسلم میں لام نووی نے اس حدیث "من لبس ولیاک فی النار" کے تحت
یہ مکتوب کی ہے کہ ہر لوگ لبتہ شرت میں فوت ہوئے اور وہ عربوں کی طرح بت
پاست تھے وہ دوزخی ہیں اور انہیں یہ خطاب نیک از دعوت نہیں کیے تھے انہیں حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی دعوت پہنچ چکی تھی میرے نزدیک اس کلام کا مفہوم
یہ ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کے بارے میں
استدلال نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو سب کے والد کے بارے میں استدلال کیا ہے اور
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کے بارے میں کوئی حکم لگانے سے انہوں
نے غامضی اختیار کی۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰)



مذکورہ حدیث میں دو علتیں

مذکورہ حدیث "من لبس ولیاک فی النار" میں مجھ پر دو علتیں افکار ہو

جہاں۔

۱۔ خدا کے لفظ ہے۔ اسے مسلم اور ابوداؤد نے بطریق علی بن سرہ انہوں نے اور
سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ایک شخص نے کہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا میرا والد کیوں ہے فرمایا آگ میں رہے وہ وہیں
تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طلب کیا اور فرمایا "من لبس ولیاک فی

irrat-e-mustaqee

کے فتروات میں حکام ہے اور یہ روایت بھی انہی میں سے ہے۔
 - حضرت جابرؓ اگرچہ امام وقت ہیں لیکن ان ہادی نے کمال میں مصلحہ میں ذکر کر کے کہا ان سے حدود احادیث میں تفاوت واقع ہوئی ہے اور یہ ان سے روایت کرنے والوں کا قصور ہے۔ کیونکہ ان سے ضعیف راویوں نے بھی روایت کیا ہے۔ انھیں نے یہی بات ہجران میں ذکر کی ہے۔

۲۔ علوی سطر اگرچہ امام جامعہ مسلم ہیں لیکن پوری جماعت نے ان کی روایت میں حکام کیا ہے۔ بخاری نے ان سے خاموشی اختیار کرتے ہوئے اپنی کجی میں ان سے کوئی روایت نہیں لی، حاکم نے المستدرک میں کہا مسلم نے اصول میں علوی سطر سے سوائے حدیث جابر کے کوئی روایت نہیں ذکر کی تھی مسلم نے شولہ میں ایک جماعت کے حوالے ان سے حدیث لی ہے۔ ابھی کا قول ہے علویؓ ان سے کثیر منکر احادیث ہیں یہ مخلوط نہ رکھا جکتے تھے یہ بھی لوگوں نے کہا ان کی کتب میں کی و بیشی ہوئی تھی یہ بھی متفق ہے کہ ابن ابی حنیہ ان کے پیچھے تھے انہوں نے ان کی کتب میں گزیر کر دی۔

ایک روایت کی مثل

ان کی متاکیر میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت جابرؓ نے حضرت انسؓ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہتے چاہی۔
 فلما تجلسی رہ للجليل جعله یخرجہ ابس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور دکھایا خیر موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چکلا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰؑ گرا لٹاقی قل سبحنک نبی الیک ہے ہوش، یخرجہ ابس ہوا ہوا پاکیزگی تجھے میں تیری طرف رجوع لیا اور میں وذللول المؤمنین

(الاعراف: ۱۳۳) سب سے پہلا سلطان ہوں۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خضر اہلی کی طرف اپنے

اس حدیث کو امام احمدؒ "تذنی لور حاکم نے نقل کیا اور کہا یہ شرائط مسلم کے مطابق ہے" ابن جوزی نے اسے الموضوعات میں ذکر کیا ہے اور کہا یہ حدیث ضعیف میں کے درجہ نے ابن کی کتب میں رد و بدل کر دیا تھا اور حاکم کی روایات میں متاخر کلمات کے ساتھ ہیں۔

میں نے مذکورہ روایت صرف اس لئے ذکر کی ہے کہ اس کی بھی وہی حد ہے اور زہری حدیث صحیح کی ہے۔

دوسری مثل

ابن کی متاخر میں سے یہ بھی ہے جسے انہوں نے حضرت انسؓ سے "انہوں نے حضرت عمرؓ سے" انہوں نے حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا اس کے انگلیوں کے بل تھے اور اس پر ہر چادر تھی اسے بھی الموضوعات میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے زہری حدیث کا منکر ہونا لازمی ہے اسی طرح مسلم کی حدود احادیث کو منکر قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ دوسری علت متن کے لحاظ سے

"دوسری علت متن کے اعتبار سے ہے اور وہ ایک ضابطہ پر مبنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باب کوئی امری سوال پر جتنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکار جواب سے اس کے لئے فقہ اور اس کے حل کا اضطراب محسوس فرماتے تو کیا جواب دیتے فرماتے جس میں تو یہ لور اہم ہو یا مشائخ حدیث بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی پہنے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ابتدائی عمر کو ملاحظہ کرتے ہوئے فرمایا یہ اپنی عمر سے استغفار کرے گا اور یہ نہیں فوت ہو گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے۔

irrat-e-mustaqee

قبل اس سے نقل کیا ایک امریکی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا والد کمال ہے فرمایا آگ میں اس نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کمال ہیں فرمایا۔

حیث مررت بقبر کافر تم باب بھی کسی کافری قبر کے پاس سے
فیشرہ بالنار (ابن ماجہ - ۱۱۳) گزند تو ذرا کی بشارت ہو۔
یہ حدیث صحیح ہے۔

مشہور فوائد

۱۔ میں متعدد فوائد سامنے آتے ہیں۔

۱۔ سائل امریکی تھا اور اس کے والد وادوار میں واقع ہو جانے کا اندازہ تھا۔
۲۔ خواب میں توبہ اور ابہام سے کلم لیا گیا اس میں اپنے والد گرامی کے آگ میں
ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں بلکہ فرمایا باب تم کسی کافری قبر سے گزند تو اسے ذرا کی
بشارت ہو۔ یہ جملہ بظاہر متعلق سوال نہیں ہیں شیعہ و سنی اور قرآنی سے واضح ہو
جاتی ہے اور توبہ کا بھی حل ہوتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیقت
حل کو واضح کرنے اور اس کے والد کی مخالفت کو چھیند فرمایا کہ کہیں یہ شخص اسلام
سے پھرت جانے کیونکہ نفس کا ایسی چیز کو چھیند جتنا نصرتی ہے۔

اور عربوں کی طاعت ختم دل ہوا اور مناسب بنا ہوا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اسے ایسا جواب دیا کہ اس کے دل کو مطمئن کر دے۔

حدیث کا یہ طریق دیگر طرق سے امتداد ہی تھا ہے اس لئے بعض علماء محدثین
نے فرمایا۔

لؤلؤم نکنب الحديث من باب تک ہم نے حدیث کو ساتھ وہ
سنبین وجہا ما عقلناہ سے نقل نہ کیا اسے ہم سمجھ ہی نہ

پاتے۔

یعنی دونوں کا اس کی سند اور الفاظ میں جو اختلاف ہوتا ہے وہ سامنے آتے تو بات

irat-e-mustaqee

بقی ہے۔

بخاری و مسلم کی متعدد احادیث

بخاری و مسلم میں بہت سی احادیث کا مطالعہ یہی ہے جن میں بعض روایوں سے فقہاء میں قطعی ہو گئی ہے جس کی شکوک و ناقدین اور ماہرین حدیث نے فرہانی مثلاً حدیث مسلم سے "بسم اللہ کی (نذر میں) قرأت کی نفی ہوئی ہے۔ اہم شافعی نے اس میں طبع بیان کرتے ہوئے فرمایا دوسرے طریق سے طبع کی نفی ثابت ہوئی ہے نہ کہ قرأت کی روای نے قرأت کی نفی سمجھ کر اسے مثلاً روایت کر دیا اسی طرح دیگر اشیاء ہیں جن کا ذکر کتب احادیث میں ہے تو اس بات سے حدیث میں طبع واضح ہو گئی تھیں یہ چیز اصلاً صحت حدیث کے معنی میں بلکہ محض فقہاء کی صحت کے معنی ہوئی۔

برہنہ کی سمیت

اس طرح یہ روایت: "جمع لہیکما" اس کی حد ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے دوسرا ماخذ کا برہنہ میں لازم نہیں آتا کیونکہ ممکن ہے سمیت سے مراد برہنہ کی سمیت ہو کیونکہ یہ ممکن بھی کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دونوں کے دلوں میں اطمینان کے لئے فرمائے تھے۔

اہم اعتراض و جواب

اگر یہ سہلی ہو کہ جب یہ بات ثابت ہے کہ اہل فترت کے بارے میں احسان کے بغیر برہنہ کا حکم جائز نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائل کے باپ کے بارے میں برہنہ کا حکم کیسے جاری فرمایا؟۔

چار جوابات

نقطہ ہر اس کے چار جوابات متفقہ ہوئے ہیں۔

۱۔ یہ روایت اہل فترت کے بارے میں وارد روایات سے پہلے کی ہے نہ ان کی وجہ سے منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مشرکین کے

بچوں کے بارے میں حدودی فریاد چاروں حکم مستحب ہو گیا۔

۱۔ ہم اہل شریعت کے دوزخی نہ ہونے پر قطعی حکم نہیں لگا رہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جس نے عصمت کر لی وہ جنت میں نور جس نے طہارت کی وہ دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا تو ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بارے میں خصوصاً کہہ کر دیا گیا ہو کہ بوقت احسان طہارتی کہہ گا اور دوزخ میں داخل ہو گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وحی کی غیور ہر اس کے دوزخی ہونے کا فرمایا۔

۲۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس شخص نے عذاب اور شام کا سزا کیا ہو "قل کتاب سے ہو اور اسے حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کی دعوت پہنچ گئی ہو لیکن اس نے شرک پر ہی اصرار کیا لہذا اب وہ معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

۳۔ یہ بھی ممکن ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت کا دور ہو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت بھی پہنچی لیکن اس نے شرک اصرار کیا تو اب اس کا عذر کہیں بنا جائے گا؟

اہم اعتراض۔

اگر تم یہ کہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھڑلے بھی تو عذاب میں گئے ہو یہ سے طاقت ہوئی تو چاہو کہ جواب میں تم نے کہا ہے وہ انہیں بھی لازم آئے گا۔

تین جوابات

اس کے تین جوابات ہیں۔

۱۔ پہلے اس کا ثبوت ضروری ہے کہ یہود نے انہیں وحی کی دعوت دی ہو یا نہیں مطلق نہیں تو ہم ان پر ایسا حکم نہیں لگا سکتے خصوصاً جبکہ وہ عید منورہ میں تھوڑے دن فصرے جس میں ایسی دعوت کی گئی تھی نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف شام کی طرف سفر کے دوران شہر مدینہ سے گزرے جب وہاں سے واپس آئے تو وہ چار تھے ایک لہ وہاں قیام رہا اور وہاں ہی وصل ہو گیا اس قدر تھوڑی

irrat-e-mustaqeem

تشریف لائیں تھیں وہیں انہوں نے ایک ماہ قیام کیا ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے وہیں سے واپسی پر راستہ میں بن کا وصل ہو گیا۔

۲۔ اس میں کیا مانع ہے کہ انہیں دعوت ملی اور انہوں نے قبول کی اگرچہ دونوں چیزوں پر نقل نہیں 'تم بن کی طرف اللہ کی نسبت کیسے کر سکتے ہو حالانکہ بن بن کے بیٹے صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں ولادت سے پہلے ہی اہل کتاب اور کھنوں نے مشہوری کر دی تھی 'بن دونوں کی اس معاملہ میں تصدیق کی گئی اور انہیں بشارت بھی دی گئی 'آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو ولادت سے پہلے 'ولادت کے وقت اور ولادت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاتے ہوئے بشارت سے نوازا گیا اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وصل کے وقت وہ اشعار کے ہر گزور بچے ہیں۔ کیا ان کی طرف شرک کی نسبت کی جاسکتی ہے؟ بلکہ بن کے مبارک بیٹے کے بارے میں انہیں لکھ کر دیا گیا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام لے کر بصورت رسول مبعوث ہو گئے 'بنوں کو توڑیں گے اور بن دونوں (والدین) نے اس کی تصدیق کی کیا اسلام اس تصدیق کے علاوہ کسی شئی کا نام ہے؟

۳۔ بخاریہ دعویٰ ہے کہ وہ ایڑا نواہی دین حنیفیہ اور دین ابراہیمی پر تھے اور انہوں نے بھی بھی کسی بت کی پرستش نہیں کی اس بات کو ہم مقربہ دیکھ کر سے ثابت کریں گے۔

اہم بات یہ ہے کہ بن دونوں کا ابتدائی عمر میں وصل ہو گیا تھا وہ اس عمر کو نہیں بچا کہ بن پر جنت قائم ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

irrat-e-mustagee

من تذکر وجہ کم التذکر
فمنذوقوا فما للظالمین من
نصیر (۳۷)

اور یا اے اللہ! جس میں کچھ یاد ہے کہ وہ اللہ کے
دعا قبول کیا تھا تو اس
پتھر کو چٹا کر دے گا کہ اس میں

بعض نے کہا مر سے مراد ساتھ سلی ہے بعض نے چاہیں کہا ہے حدیث میں ہے
اللہ تعالیٰ اس کا پتھر قبول فرمائے گا جس کی مر کا آخر ساتھ سلی ہے یہ ایک حدیث
میں ہے چاہیں سلی مر والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کامل ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے والد مر ہی کی مر و سلی کے وقت چٹیں سلی تھی جیسا کہ واقعہ
نے کہا اور یہ قول نصرت ہی ثابت ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد علی
کی مر بھی تقریباً اس قدر تھی۔

فصل

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد و والدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تک
جینی پر تھے اور وہ بت پرستی کرنے والے تھے اہل ابن جریر نے تفسیر میں
ابوہ سے اللہ تعالیٰ کے فرما
وَلَقَدْ لَبِیْهِمْ رَبُّ جَعَلَ هٰذَا
اِبْرٰہِمْ آمَنًا وَّلِجَنَّتِیْ وَنَسِیْ اَنْ
نَعْبُدَ اِلٰهًا سِوٰہُ

اور یاد کہ جب ابراہیم نے عرض کی
میرے رب اس شر کو لے کر دلا کر
اور مجھے اور میرے بیٹوں کو حق
پرست کرنا (ابراہیم ۳۵)

کے وقت نقل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے حوالے سے دعا قبول کی اور
کی دعا کے بعد ان میں سے کسی نے بت پرستی نہیں کی۔ (بجائے انہوں نے)

لہذا ہرگز نہیں۔ کیا تم نے لفظ حق تعالیٰ کا یہ ارشاد گراہی نہیں چلا۔

واجبى وبنى لن نعبدا الاصلنام اور بکھے اور میرے بھائی کو بھائی کے

(ابراہیم ۳۵) بچنے سے بچا۔

ابن منذ نے تفسیر میں جو جگہ سے لفظ حق تعالیٰ کے ارشاد گراہی

رب اجعلنى مقيم الصلوة اور میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا

ومن خرىنى ربنا ونقبل دعاء دیکھ اور بکھ میری اولاد کو اسے ادا کرنے

(ابراہیم ۴۰) رب اور میری دعا میں سے۔

کے تحت نقل کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بکھ لوگ بیش

ظہرت پر رہے اور وہ لفظ حق تعالیٰ کی مہلت کسے رہے۔

میں کہتا ہوں لفظ حق تعالیٰ کے اس ارشاد گراہی کو بھی اس پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

ونقلبک فی الساجدین اور لہڑیوں میں تھکاتے دوڑے گا۔

(الشعراء ۲۸)

ابن سعد نے طبقات میں "بخار" طبرانی اور ابو یوسف نے دلائل میں حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لفظ حق تعالیٰ کے اس ارشاد گراہی "ونقلبک فی

الساجدین" کے تحت نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی سے

دوسرے ہی کی طرف مائل ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصورت

ی عمود پڑے ہوئے اور سجدہ میں تھک کر اسٹی ہوا کہ آپ انبیاء علیہم السلام کی

بچوں میں مائل ہوتے رہے۔

(مجموعہ ۲۵۳)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے انبیاء سے عام پر محمول کر لیا

جائے اور وہ لہڑی ہیں جو بیش سیدہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں رہے بشرطیکہ اس

قول کو صحیح مان لیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان میں کثیر انبیاء نہیں

بلکہ حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت شیث، حضرت آدم اور

rat-e-mustaqee

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گراہی بھی سنبھلے ہے، بخاری میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
بعثت من خیر قرون بنی آدم مجھے اولادِ آدم کے ہر دور کے بہتر خاندان
قرون فقرنا حتی بعثت من میں یہ اکابر کیا حتی کہ میں اس خاندان
القرن الذی كنت فيه میں مبعوث ہوا جس میں آپ ہیں۔

(ابوداؤد باب منہ انہی)

مسلم میں حضرت داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اللہ تعالیٰ نے اولادِ ابراہیم میں سے
اسماعيل و اسطفي من اسماعیل کو اور قریش میں سے ابولہب کو
قریش بنی ہاشم منتخب فرمایا۔
(مسلم باب فضل نبی)

ابن کثیر اور منتخب ہونا کا یہاں ہے کہ وہ مسلمان تھے۔

دوسرا طریقہ استدلال

اس پر ایک اور طریقہ سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔ ہم ابوہریرہؓ نے نبیؐ میں اور
شیخ غیل نے کریمتِ اولیاء میں (شرائکِ بخاری و مسلم کے مطابق) حدیثِ صحیح کے ساتھ
نقل کیا۔

ماخلت الارض من بعد نوح حضرت نوح کے بعد بھی زمین ایسے
من سبعة يدفع الله بهم عن سات افراد سے خلق نہیں جن کی وجہ
لعل الارض سے اللہ اہل زمین سے خطاب کر رہا تھا۔

ابن جریر نے تفسیر میں شہری حوشب سے نقل کیا بیستہ زمین ایسے چھ افراد سے
خلق نہیں دی جن کی برکت سے زمین سے خطاب تھا جانا ہوا آپ اللہ ابراہیم علیہ

irrat-e-mustaqee

ہم اہل حق و سچ کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے غلط فہمی دور فرمائے۔

ہم بیزل بعد نوح فی الارض حضرت نوح کے بعد پیش زمین میں چہ
 (ربیعہ عشر یذبح بہم العذاب ایسے افرار رہے جن کی وجہ سے عذاب
 دور رہا۔

شیخ خالد نے کرامت اولیاء میں ذوالن سے نقل کیا زمین بھی بارہ ایسے افرار
 سے خلق نہیں دی کہ جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ کل زمین سے عذاب دور کرے۔
 یہ آثار اور ان پر چا کاہ قول کہ اولاد ابراہیم میں کچھ لوگ پیش اللہ تعالیٰ کی
 جلالت کرتے رہے نکالت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے دین نبی پر ہی تھے۔

اس کی تفصیل

اب اگر وہ گھر ہے تو وہ لوگ جو غفلت پر تھے اور ان کی وجہ سے عذاب دور
 ہوا وہ ان کے علاوہ تھے یا کوئی شخص ایسا تھا جس نے ساری صورت باطل ہے کہنگ
 یہ گھر کے خلاف ہے۔ اور پس صورت بھی باطل ہے کہنگ اس سے وہ سہاں
 کا افضل ہوا لازم آتا ہے اور کوئی کافر مسلمان سے افضل نہیں ہو سکا اور یہ اس
 عبادی کی دلالت کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی باطل ہے جس میں ہے کہ میں ہر
 دور میں افضل مخلوق میں رہا حتیٰ کہ افضل میں ہی پیدا ہوا تو اس سے واضح ہو جاتا ہے
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بر اصل اپنے دور کے تمام لوگوں سے افضل اور بہتر
 حتیٰ کہ اس صورت میں نہیں ہو سکا کہ وہ کافر ہوں اور ان کے دور میں کوئی اور
 مسلمان ہو تو اس سے شہید ہو جاتا ہے کہ وہ مسلمان تھے اس حدیث عبادی کا معنی
 (ابوہری باب منہ انہی) دلالت حجاز سے ثابت ہے۔

بصورت نور موجود تھے اور وہ نور تسبیح پر تھا اور ملائکہ اس کی تسبیح و تسبیح پڑھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت میں اس نور مبارک کو رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک قرین ہے لہذا تعالیٰ نے پشت آدم میں زمین، اندر اور گھٹے پشت لوح میں رکھا اور پھر پشت ابراہیم میں پھر اللہ تعالیٰ نے مبارک پشتوں سے پاک ابراہیم کی طرف منتقل فرمایا حتیٰ کہ میں اپنے والدین کے پاس بیٹھا ہوا اور وہ بھی بھی دنیا پر فتح میں ہوئے۔

اہم نکتہ نے دلا کہ میں خیراتی نے اوسط میں پیدا ہوا تاکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھٹے خیراتیں ان علیہ السلام نے فرمایا۔

قبلت الارض میں نے تمام زمین کو شرق و غرب دیکھا
مشرقھا و مغربھا فلم اجد ہے حضور ﷺ سے پہلے کسی کو
رجلا افضل من محمد ولم اجد افضل میں ملا اور جہانم سے پہلے کہ
بنی لب افضل من ہاشم (عمرہ بعد) کوئی عالم افضل میں دیکھا۔
معاذ اللہ میرے اہل میں اس روایت کے بعد فرمایا۔

لوائح الصحة ظاهرة على اس صحت کے متن کی صحت پر واضح
صفحات هذا المتن خواہم ہیں۔

(فصل)

اہم اہل سند فتح ہوا میں اشعری کا قول ہے۔

وہو بکر ملازمت حسین رضا بکر کے ساتھ رہیں۔

لرضا ۷۰

rat-e-mustaqee

اپنے لوگوں میں رہے جن پر غضب نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا یہ اہل ابواب میں ہو گئے۔

شیخ تہی الدین بھی فرماتے ہیں اگر ان کی مراد یہی ہے تو یار دیگر صحابہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی فرق نہ ہوا حالانکہ امام اشعری نے یہ کلمات کسی اور صحابی کے بارے میں نہیں کہے تو درست ہے۔ اس کا معلوم یہ ہے۔

ان الصديق رضى الله عنه لم
تثبت عنه حالة كفر بالله قبل
حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
معلوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان
نبوت سے پہلے کہیں بھی اللہ تعالیٰ کے
ساتھ کفر صادر نہیں ہوا جیسا کہ ذیل میں
مفہوم ابواب کے ساتھیوں کا معاملہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہ بات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہی ہے۔

یہی بات والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے

ہم کہتے ہیں جو کچھ امام تہی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا ہے یہی بات ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین اور اہل ابواب کے بارے میں کہتے ہیں کیونکہ حضرت صدیق اور زید بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہی دین جنینی نصیب ہوا کیونکہ یہ دونوں اعلان نبوت پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت کرنے والے تھے۔

(مضامین)

ایمان اہد لو پر تصریحات

شہد لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہد لو کے ایمان پر تصریح کی ہے۔

۱۔ ابن حبیب نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "مید" وہیہ "مضر" ہے۔ اور اسے ملت ابراہیم ہے۔

فلا تذکروہم الا بخیر ابن کاتھک خیر کے ساتھ ہی کیا کہ۔

۲۔ ہم سبکی نے روضہ صاف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ لاتسبوا مضر فانیہ کان مؤمننا ایمان کو برانہ کو وہ مضر ہے۔
(روضہ صاف ۱۴۱)

یہ بھی عقل ہے کہ وہ اپنی پشت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ج کاتبہ نکلتے۔
(روضہ صاف ۱۴۱)

۳۔ ابوبکر بن بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک قرآن نقل کیا ہے۔ مضر اور وہیہ کو برانہ کو۔

فانہما کانا مؤمنین (ایضاً) کیونکہ وہ دونوں اہل ایمان تھے

۴۔ ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ اللہ بن خالد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لاتسبوا مضر فانیہ کان قد اسلم مضر کو برانہ کو کیونکہ وہ مسلمان تھے۔
(روضہ صاف ۱۴۱)

۵۔ ہم سبکی نے روضہ صاف میں کھاکب بن لوی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمد کے دن اشرا شروع کیا قرآن اس دن جمع ہوتے اور وہ انہیں خطاب کے درجے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتے کہ میری اولاد میں سے ہو گئے آپ صلی

irat-e-mustaqee

نہ طے و نہ دہم کا محل بیٹھ ڈال کر کہے "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ شعر کی پہلی اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ شعر بھی عقل ہے۔
بالیقین شاہد انجواء دعوتہ لقاقریش نبی الحق خذلانہ
(کاش میں اس وقت موجود ہوتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے
اور قریش اس کو پست کرنے کی کوشش کرتے) (الروضۃ المختارۃ ص ۱۰۶)
امام بخاری نے یہ روایت حضرت کعب سے کتاب الاطام میں نقل کی ہے۔
(مجموعۃ التہذیب ص ۱۰۶)

میں کہتا ہوں امام محمد رحمہ اللہ نے بھی دلائی اقبیاء میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے حضرت
کعب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نبوت کے درمیان ۵۴ سال کی
دلت کا فاصلہ ہے میں نے یہ روایت بینہ الہی لفظ میں کتاب المعجزات کی ابتدا
میں نقل کی ہے۔

(فصل)

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ جب
اصحاب قبل کا فکر آیا تو حضرت عبداللہ قبل جو تھے، چمے اور کہہ
لاہم ان العرب یمنع رجلہ فایمنع رحالک
لا یغلبون صلیبہم ومحالہم غلوا محالک
اے اللہ ہر آدمی اپنے سر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی کعب کی حفاظت کرنا میں کی
صلیب مجھ پر بھی نہ... نہیں ہوگی۔ (مجموعۃ التہذیب ص ۱۰۶)
بلکہ لوگوں نے یہ معرکہ بھی نقل کیا ہے۔

فانصر علی الصلیب وعا بدیہ الیوم آلی
یہ واضح طور پر دلائل کر رہا ہے کہ وہ دین خبیثی ہے جسے کیونکہ وہ صلیب اور اس
کی عہدت کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔

فہمات میں اسد میں کلمہ اللہ کے ساتھ ہے کہ حضرت عبدالعظیم نے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ

لَا تَغْفُلِي عَنْ بَنِي فَاطِمَةَ میرے بچے کے بارے میں کبھی غفلت نہ
وَجِدْنِي مَعَ غُلَمَانِ قُرَيْبَا مِنْ کرنا میں نے اسے بچوں کے ساتھ مقام
السُّدْرَةِ وَالنَّاهِيَةِ الْكِتَابِ سدرہ میں دیکھا ہے اور اہل کتاب
يَقُولُونَ بَنِي هَاشِمٍ هَذَا الْمَلَأَ میرے بچے کے بارے میں کہتے ہیں کہ
(المبتدأ: ۱۷۷) اس امت کا نبی ہے۔

فصل

دین خینی پر قائم لوگ

۱۔ محدث برادرِ حاکم نے مسندِ حاکم میں روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے یہ روایت
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لَا يَسُوُّ أَوْقَذَ بْنَ نَوْفَلٍ فَاطِمَةَ ورقہ بن نوفل کو برا نہ کہو میں نے بن
رَبِيعَةَ لَهَا جَنَّةٌ ۱۱ (مسند حاکم: ۱۲۷) کے لئے جنت دیکھی ہے۔

۲۔ محدث برادر نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہم نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں عرض کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہ دور جاہلیت میں بھی قبلہ کی طرف رخ ہو کر کھتے تھے میرا
دین دینِ ابراہیمی ہے "اور میرا خدا" حضرت ابراہیم کا خدا ہے "اور پھر جہاد کرتے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور حضرت یحییٰ بن مریم کے درمیان ایک
امت کا مشرک کا ہم نے ورقہ بن نوفل کے ہاتھ میں پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وہ بھی قبلہ رخ ہو کر کھتے تھے میرا خدا وہی ہے جو زید کا اور میرا دین بھی
انہی کی طرح ہے تو فرمایا۔

irrat-e-mustaqee

ربطی طہ تھا

علیہ حلقہ من سننلس

امام جوہیم نے دلائل میں حضرت امین عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ
 قس بن سلوہ عکاظ کے بازار میں اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے مکہ کی طرف اشارہ
 کرتے کہتے اس طرف سے حق آئے گا وہ پہنچتے حق سے کیا مراد ہے 'قرابت' حضرت
 کوئی بن غالب کی نسل سے ایک شخص پیدا ہو گا جو ہمیں 'دائمی' یعنی اور
 نہ فتح ہونے والی فتنوں کی طرف دعوت دے گا جب وہ پیدا کرے تم اسے قبول کرنا
 اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں سب سے پہلے اس کو ملن لوں گا۔

امام جوہیم موصوفین میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا میں پہلیت کے دور
 میں اپنی قوم کے جن کو حلیم قس کرنا تھا اور جانتا تھا یہ باطل ہیں اور وہ جن کی
 مہلت کرتے۔

امام جوہیم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا تیج حدود حق
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہی فوت ہوا یہ بھی فرمایا کہ تیج کو برا نہ
 کہو کیونکہ وہ اسلام لا چکے تھے۔ غرض نبی اور امین عکاظ نے تیج میں جہج سے نقل
 کیا کہ لوں میں حادث دعوت حق اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاکہ کرتے
 اور اپنی موت کے وقت انہوں نے اپنے بیٹے مالک کو اس کے بارے میں وصیت بھی
 کہ میں نے تمام روایت کتب المعجزات میں ذکر کی ہے۔

امام بیہقی اور جوہیم نے دلائل میں نقل کیا کہ موصوفین صیب جہنی نے
 پہلیت میں شرک ترک کر دیا وہ اللہ کی خاطر لڑا کرتے اور زندہ رہے حتیٰ کہ
 مسلمان ہوئے میں نے یہ روایت بھی کتب المعجزات میں ذکر کی ہے۔

امام طبرانی نے تلم کبیر میں دہل ثلث کی سند سے حضرت غالب بن ابی رزین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قس کا
 تذکرہ ہوا تو فرمایا 'اللہ تعالیٰ قس پر رحم فرمائے' عرض کیا کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہ کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھے۔

تفصیل

شیخ فرسٹنی نے "السلل والنحل" میں لکھا کہ عربوں کی دو اقسام ہیں سبط

سبط کی کئی اقسام ہیں۔

۱۔ خالق حیات اور دوبارہ زندگی کا انکار کرتے اور کہتے زندگی و فنا دہری وجہ سے ہے
انہی کے بارے میں طے قطعی کا نہیں ہے۔

وقالوا ما هي الاحياء النسلية
نموت ونحيا وما يهلكنا الا
الضرر وما لهم بئلك من علم
ان هم لا يظنون
اور بولے وہ تو نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی
زندگی مرے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور ہمیں
ہلاک نہیں کرتا مگر ضرر اور انہیں اس کا
علم نہیں وہ تو بڑے گمان و ڈالے ہیں۔

(الجنابہ: ۲۳)

۲۔ خالق اور تخلیق و اہل مائتے مکر دوبارہ زندگی (حیات) کا انکار کرتے اس کہتے
مہر کہ میں انہیں کا انکار ہے۔

قل من يحيى العظام وهي رميم
بہب وہ ہاتھ لگی گئیں۔

(نہ: ۷۸)

۳۔ بعض لوگوں میں سے خالق اور دوبارہ زندگی مائتے مکر رسولوں کا انکار کرتے بہت
پستی کرتے اور یہ عقیدہ رکھتے کہ یہ بہت آخرت میں طے قطعی کے ہیں فطیح ہو گئے اور
توڑے سے جوشن کو پھوڑ کر اکلا کر ابی ہ گئے۔

rat-e-mustaqee

حصہ کی تین اقسام

علوم کے اعتبار سے حصہ کی تین اقسام ہیں اولیٰ کا علم تاریخ کا علم اور ان کا
علم اس کے علم کو اولیت ہی اہمیت دینا خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد کی معرفت اس نور پر اطلاع ہر حضرت اور اہم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل
علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا پھر ان کی اولاد میں منتقل ہوا یہی ملک کہ حضرت
نوح علیہ السلام کی اولاد میں وہ پہلا اس نور کی برکت سے اپنے بیٹے کے ذریعہ کی نماز پائی
اسی نور ہی نے اسے سے انہوں نے اپنی اولاد کو ایک علم و سرکاری کی وصیت فرمائی اور
انہیں نظام النظم پر ابھرا انہیں گھنیا امور سے منع کیا اسی نور کی برکت سے ابراہیم کو
انہوں نے فرمایا۔

ان هذا البیت رہا بحفظہ
اور بقیہ جو نہیں ہے چاند کر فرمایا۔
اس نور کا رب ہے نہ اس کا کھانا ہے۔

لاھم ان المرء یمنع
لا یغلبن صلیبہم
رحلہ فامنع رجاہک
ومحالہم عدوا محالک
اے اللہ تو ہی اپنے مرکز کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما ان
کی صلیب اور اسلحہ خیرے گھر غالب نہیں آسکتے

اس نور کی برکت سے انہوں نے اپنے نسلخ میں فرمایا کوئی بھی ظالم دنیا سے
دعوت نہیں ہو گا مگر اس سے بدلہ ضرور لیا جائے گا ایک ظالم کو ہی فوت ہوا مگر
اس سے بدلہ نہیں لایا تھا کہ ان سے عرض کیا تو نور و فکر کے بعد فرمایا۔

واللہ ان ورثہ ہذا العذر دلرا
بجزئی فیما المحسن
ہم ان بن جس میں برائی والے کو
نور برائی کرنے والے کو سزا دی جائے
باجسارہ وبعاقب فیما
المعنی یا سادہ

کی

لو لائن تیسینی العرب لامنت اگر عرب مجھے برا نہ کہیں تو میں اس
 ابن النبی احب اک بعد بیس ذات پر ایمان لاتا جس نے مجھے انگلی کے
 سیحیسی العظام وہی میم بعد زندہ فرمایا اور وہ چڑیوں کو دوبارہ زندہ
 فرمائے گا

اس کے بعد وہ قیامت پر بھی ایمان لے آئے اور اپنے مشہور قصہ میں کہہ
 یوخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب لو یعجل فیئذ
 کتاب میں جمع کر کے اہل کو صلب کے دن کے لئے رکھ لیا جائے گا یا ہلدی
 میں انتقام لیا جائے گا۔

بعض عرواں پر جب موت آئی تو وہ اولاد سے کہتے میرے ساتھ میری سواری کو
 بھی دفن کرنا تاکہ وہ میرے ساتھ ہی اٹھے اگر تم نہیں کر گے تو پھر میں پیدل ہی
 میدانِ مشر میں جاؤں گا۔ جاہلیت میں حدود الہی شہاد کو وہ حرام جانتے جنہیں قرآن
 نے حرام قرار دیا تھا۔ مثلاً بی بی خنی میں نکاح اور پھر مکی کے ساتھ نکاح حرام جانتے
 طواف کرنے کے لئے سعی کرتے، تجزیہ کہتے، قہم منکب جی بوا کرتے، قریبی کرتے،
 ری جملہ کرتے، میوں کا احرام کرتے، اموات کو غسل دیکھ دیتے، من دس طہارات
 فطریہ پر قائم رہتے، جن کا حکم میرا ابراہیم علیہ السلام کو ملتا تھا، وعدہ دیا کرتے، صلوات
 نوافذ کرتے، چہرہ کا ہاتھ لگاتے، عرواں میں لبتا، وہ دین ابراہیمی اور توحید قائم اور مشہور
 تھی۔ سب سے پہلے جس نے اسے تبدیل کیا اور جوں کی پر متعل شریعت کی اس کا نام
 عہد بنی کی ہے۔
 (العلل والصلح ص ۸۸)

ابن جوزی نے التلطیح میں لکھا جاہلیت میں من لوگوں نے جوں کی پر متعل ترک کر
 دی تھی مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عوف بن نضیر، عہد بن
 بن بھل، عثمان بن عوف، عورت بن عوف بن نضیر، عہد بن بن بھل، عہد بن بن بھل،
 قس بن سلیمان الہادی اور ابو قیس بن عہد۔

irat-e-mustaqee

انصاف پرین ایسی اور حاکم الطہارت
 اللہ تعالیٰ کا قربی مبارک ہے۔

نما العشر کون نجس
 شرک نرسے پاک ہیں۔

(النوبۃ - ۱۶۵)

تو ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آہ و ایہ میں کوئی بھی
 شرک نہ ہو واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

التعظيم والمنّة

في

أن أبوي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

في الجنة

بإشيع العلماء جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي

تتوفى سنة ٩١١ هـ ١٥٠٥ م

قدّمه له وشرحه وعلّق عليه

الدكتور محمد عمر الدين السبكي